REGISTERED WITH THE REGISTERAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO R.N. 01157-

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد ۴۴ — شمارہ ۲۴

POSTAL REGISTRATION NO P/SDP-23

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان

۱۵ محرم ۱۴۱۶ ہجری ۱۵ احسان ۱۳۷۴ ہش ۱۵ جون ۱۹۹۵ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۹ جون سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر و عافیت ہیں ۔ الحمد للہ

حضور انور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور صفات باری تعالیٰ کے مضمون پر روشنی ڈالی ۔

احباب جماعت اپنے پیارے آقا کی صحت وسلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں ۔

قرآن شریف ایک کامل اور زندہ اعجاز ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

" خدا تعالیٰ کا کلام اس قدر خوبیوں کا مجموعہ ہے جو پہلی کسی کتاب میں نہیں پائی جاتی ہیں ۔ خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے ۔ بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں ۔

کیونکہ کلام الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے جس پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے ۔ اسی قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہوگا ۔ اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا ۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد اور قوت قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقامات کمال آپ پر ختم ہو چکے تھے اور آپ انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے ۔ اس مقام پر قرآن شریف جو آپ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے ۔ اور جیسے نبوت کے کمالات آپ پر ختم ہو گئے اسی طرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے ۔ آپ خاتم النبیین ٹھہرے اور آپ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری جس قدر مراتب اور وجوہ اعجاز کلام کے ہو سکتے ہیں ان سب کے اعتبار سے آپ کی کتاب انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے ۔

یعنی کیا باعتبار فصاحت و بلاغت ، کیا باعتبار ترتیب مضامین ، کیا باعتبار تعلیم ، کیا باعتبار کمالات تعلیم ، کیا باعتبار ثمرات تعلیم ، غرض جس پہلو سے دیکھو اسی پہلو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے اور اس کا اعجاز ثابت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی ہے یعنی جس پہلو سے چاہو مقابلہ کرو ۔ خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت ، خواہ بلحاظ مطالب و مقاصد خواہ بلحاظ تعلیم ، خواہ بلحاظ پیشگوئیوں اور غیب کے جو قرآن شریف میں موجود ہیں ۔ غرض کسی رنگ میں دیکھو یہ معجزہ ہے ...... الغرض قرآن شریف ایک کامل اور زندہ اعجاز ہے اور کلام کا معجزہ ایسا معجزہ ہوتا ہے کہ کبھی اور کسی زمانہ میں وہ پرانا نہیں ہو سکتا اور نہ فنا کا ہاتھ اس پر چل سکتا ہے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا اگر نشان دیکھنا چاہیں تو کہاں ہے ؟ کیا یہودیوں کے پاس وہ عصا ہے اور اس میں کوئی قدرت اس وقت بھی سانپ بننے کی موجود ہے وغیرہ وغیرہ غرض جس قدر معجزات کل نبیوں سے صادر ہوئے ان کے ساتھ ہی ان معجزات کا بھی خاتمہ ہو گیا ۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ایسے ہیں کہ وہ ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بتازہ اور زندہ موجود ہیں ۔ ان معجزات کا زندہ ہونا اور ان پر موت کا ہاتھ نہ چلنا صاف طور پر اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہیں اور حقیقی زندگی یہی ہے جو آپ کو عطا ہوئی ہے ۔ اور کسی دوسرے کو نہیں ملی ۔ آپ کی تعلیم اس لئے زندہ تعلیم ہے کہ اس کے ثمرات اور برکات اس وقت بھی ویسے ہی موجود ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر موجود تھے ۔ دوسری کوئی تعلیم ہمارے سامنے اس وقت ایسی نہیں جس پر عمل کرنے والا یہ دعویٰ کر سکے کہ اس کے ثمرات اور برکات اور فیوض سے مجھے دیا گیا ہے ۔ اور میں ایک آیت اللہ ہو گیا ہوں لیکن ہم خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے قرآن شریف کی تعلیم کے ثمرات اور برکات کا نمونہ اب بھی موجود پاتے ہیں ۔ اور ان تمام آثار اور فیوض کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے ملتے ہیں اب بھی پاتے ہیں ۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اسی لئے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کی سچائی پر زندہ گواہ ہو اور ثابت کرے کہ وہ برکات اور آثار اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے ظاہر ہوتے ہیں جو تیرہ سو برس پہلے ظاہر ہوتے تھے ۔ چنانچہ صدہا نشان اس وقت ظاہر ہو چکے ہیں ۔ اور ہر قوم ہر مذہب کے سرگروہوں کو ہم نے دعوت کی ہے کہ وہ ہمارے مقابلہ میں آکر اپنی صداقت کا نشان دکھائیں ۔ مگر ایک بھی ایسا نہیں کہ جن سے اپنے مذہب کی سچائی کا کوئی نمونہ عملی طور پر دکھائے ۔ ہم خدا تعالیٰ کے کلام کو کامل اعجاز مانتے ہیں اور ہمارا یقین اور دعویٰ ہے کہ کوئی دوسری کتاب اس کے مقابل نہیں ہے ۔ میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ قرآن شریف کا کوئی امر پیش کریں وہ اپنی جگہ پر ایک نشان اور معجزہ ہے ۔ (ملفوظات جلد ۳ ۔ صفحہ ۲۹)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے ۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر : نگران بورڈ بدر قادیان ۔

(تیسری قسط)

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات سے

پروگرام "ملاقات" مورخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۹۵ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض عمومی سوالات کے جوابات دئے۔ یہ دلچسپ سلسلہ سوال و جواب ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل لندن سے اپنی ذمہ داری پر افادہ احباب کے لئے ذیل میں پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے مرتب کیا ہے۔ فجزاللہ احسن الجزاء — (ادارہ)

قرآن کریم میں عورت کی عصمت کی حفاظت کا اقدام

اس ضمن میں ایک اور سوال یہ بھی ہوا کہ پاکستان میں بعض عدالتوں نے اس بات کی آڑ لے کر کہ زناء کے لئے چار گواہ شرط ہیں ایسی خواتین کو بھی جو زناء بالجبر کا شکار ہوئیں جیسے سوائے ان کی اپنی کیفیت کے اور کوئی نہیں جانتا، ان کو یہ کہہ کر قید و بند میں ڈال دیا گیا کہ ان کے پاس گواہ نہیں ہیں تو ایسی صورت میں اسلام کا کیا حکم ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسلام نے صرف زناء کی سزا تو مقرر نہیں کی ہوئی بغی اور شرارت اور فساد اور ظلم کی سزا بھی تو مقرر کی ہوئی ہے۔ اگر کوئی ظلم کسی طرح پر بھی سرزد ہوا ہے تو شرعاً چار دانی گواہی نہ سہی، ظلم کے خلاف احتجاج کرنے کا عورت کو حق ہے اور ایسی صورت میں وہ D.N.A والا سائینٹیفک اصول کام آسکتا ہے۔ ایسی عورت کا مقدمہ درج کرنا بجائے اس کے کہ اس کو یہ دھمکی دی جائے کہ تو چار گواہ نہیں لا رہی اس لئے تمہیں کوڑے پڑیں گے اس طرح مقدمہ درج کرنا بالکل جائز ہے بلکہ جہاں تک چار گواہوں کا تعلق ہے لوگ اس فرق کو نہیں دیکھتے کہ وہ اس لئے ہے کہ عورتوں کی عصمت کی حفاظت کی جائے۔ قرآن کریم نے اس غرض سے وہ وجہ بیان فرما کر کہا ہے کہ تم لوگوں کو اجازت نہیں کہ تم معصوم عورتوں پر زبانیں کھولو۔ یہاں صرف مرد کا سوال نہیں عورت کی عصمت کا سوال زیادہ اہم ہے اور سوسائٹی میں عورت کی عزت و احترام قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک بہت عظیم اقدام ہے جس عورت کی عصمت پر حملہ ہو رہا ہو اس کو کسی کی آڑ لے کر بے عزت رہتے دبا جائے یہ کون سا انصاف ہے۔

پس قرآن کریم عورت کی عصمت کی حفاظت کر رہا ہے اور ان لوگوں کی زبانیں بند کر رہا ہے جو تھرڈ پارٹیز ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور آپ باہر ہیں ان کے لئے سزا کا حکم ہے یعنی بہتان لگانے والوں کے لئے سزا مقرر ہے جو معصوم عورتوں پر بہتان لگاتے ہیں۔ پس جو عورت خود اپنے اوپر بہتان لگا رہی ہے وہ اس وجہ کو تو بیان کر رہی ہے اس لئے اس کو اس شق کے تابع شمار کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اگر وہ ثابت کر دے اور جس طرح بھی ثابت کرے اس کو سننا پڑے گا کیونکہ اپنے خلاف کوئی بھی ایسا گندہ الزام نہیں لگا سکتا۔ اگر وہ ثابت نہ کر سکی اور یہ ثابت ہوا کہ وہ خود کسی کے خلاف سازش کر رہی تھی تو اس کو پھر اسی (۸۰) کوڑے پڑیں گے

قبروں پر پھول چڑھانا مشرکانہ بدعت

قبروں پر پھول چڑھانے کے بارہ میں ایک سوال پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا قبروں پر پھول چڑھانا مردوں کو نذرانہ پیش کرنے والی بات بن جاتی ہے۔ جو پھول رکھنے والے ہیں وہ کسی قبر پر تو نہیں رکھ آتے یا قبرستان سجانے کے لئے نہیں لگاتے وہ اپنی مردہ کی قبر پر رکھتے ہیں۔ گویا اپنی طرف سے نذرانہ پیش کیا جا رہا ہے۔ جو ایک لغو خیال ہے اور رفتہ رفتہ شرک کی طرف لے جاتا ہے۔ اور اس کا مردوں سے کوئی تعلق نہیں ہے خوبصورتی کا زندوں سے تعلق ہے اور زندوں کے لئے سارا ماحول خوبصورت ہو تو اچھا لگتا ہے۔ یہ تو نہیں کہ چند قبروں پر پھول پڑے ہوں۔ اس لئے زندوں کی خاطر اگر کرنا ہو تو انتظامیہ کو کرنا چاہیئے اور قبرستان کے ماحول کو خوشگوار اور اچھا بنانا چاہیئے مگر یہ جو انفرادی طور پر قبروں پر پھول چڑھانے والی بات ہے یہ بہت ہی مشرکانہ بدعت ہے جو اور بھی زیادہ خطرناک ہو سکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر پر ہم نے کبھی پھول نہیں دیکھے حضرت مصلح موعودؓ کی قبر پر کہیں پھول نہیں دیکھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی قبر پر بھی نہیں دیکھے تو جب وہاں نہیں ہیں تو اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ہم عقیدۃً اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ قبروں پر پھول چڑھائے جائیں گویا کہ ہم ان کو نذرانہ کے طور پر پھول پیش کر رہے ہیں۔

اہل پیغام اور خلافت سے انکار کے محرکات

اس سوال پر کہ مولوی محمد علی صاحب کی خلافت ثانیہ کے قیام کے وقت علیحدگی کی اصل وجہ کیا تھی حضور نے فرمایا آپ کو ابھی تک پتہ نہیں لگا۔ سائل نے عرض کیا کہ میرا خیال ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے انا کا مسئلہ بنا لیا تھا یعنی یہ کہ میں بڑا ہوں میں ایک لڑکے کے ہاتھ پر کیوں بیعت کروں۔ حضور نے فرمایا اس سے پہلے کیا ہو رہا تھا جب سازشیں ہو رہی تھیں۔ سائل نے کہا وہ لوگ اعتراض تو کیا کرتے تھے لیکن انہوں نے خلافت کی بیعت تو کی ہوئی تھی۔ حضور نے فرمایا بیعت تو کی ہوئی تھی لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو بار بار جو تنگ کیا گیا وہ بھی تو یہی بات چل رہی تھی۔ انا کا مسئلہ اس وقت نہیں شروع ہوا تھا جب اچانک نوجوان ابھرا ہے ورنہ اگر ایک نوجوان کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہوتے اس وقت وہ اٹھتے اور کہتے میں بیعت نہیں کروں گا۔

یہ پرانا مسئلہ تھا۔ کچھ ہم خیال لوگ ایسے تھے جو نئی تعلیم سے بھی متاثر تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس وصیت کو کہ انجمن میری وارث ہے اس کو غلط سمجھ کر، غلط معنی پہنا کر خلافت ثانیہ کا انکار کیا گیا تھا۔ ایک شخص کی انانیت کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے ہم خیال انجمن کے دوسرے ممبران بھی اس میں شامل تھے وہ اپنی بالا دستی کو قائم رکھنا چاہتے تھے اس بالا دستی کے قیام کے لئے جو کوشش شروع ہوئی وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے زمانے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مرزا محمود احمد کے حوالے کے بغیر شروع ہوئی۔ بار بار ان لوگوں نے زور مارا ہے کہ کسی طرح ہمارا بھی عمل دخل شروع ہو جائے جس کا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے بڑی سختی سے ردّ فرمایا ہے۔

جہاں تک انجمن کا تعلق ہے فرمایا تم سمجھتے ہو انجمن نے (باقی صـ۱۱ـ پر)

ارشادِ نبویؐ
اِتَّقُوا اللّٰہَ فِی النِّسَآءِ
(عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہو)
— (منجانب) —
یکے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دعا:
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۹ مینگولین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

بائی پولیمرز
کلکتہ — ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز
43-4028 -5137-5206
YUBA
QUALITY FOOT WEAR

خطبہ جمعہ

آج تک افغان قوم حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کے خون کی قیمت ادا کر رہی ہے

مسلسل افغانستان پر ایک بلا کے بعد دوسری بلا نازل ہوتی ہے جو انکی شہادت کے بعد شروع ہوئی ہے

چوہدری ریاض احمد صاحب کی شہادت کا واقعہ بہت اہمیت رکھتا ہے اور جماعت کی تاریخ میں شہادت بھی ایک خاص مقام رکھتی ہے

پاکستان کے علاقے میں جو یہ واقعہ گزرا ہے یہ بھی اس علاقے کیلئے اس لحاظ سے بدشگون ہے

لیکن

بڑی دیانتداری کے ساتھ اور دل کی گہرائی سے میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ انتقام دیکھنے کی تمنا نہ کریں اور بخشش کی تمنا کریں

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۴؍اپریل ۱۹۹۵ء بمقام مسجد بشارت سپین

نوٹ:۔ درج ذیل خطبہ جمعہ ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے ـــــــ ادارہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (آل عمران: ۱۷۰-۱۷۲)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے اور یہ سورۃ آل عمران کی آیات ۱۷۰، ۱۷۱ اور ۱۷۲ ہیں جو میں نے تلاوت کی ہیں۔ ان کا ترجمہ یہ ہے کہ ہرگز ان لوگوں کو جو خدا کی راہ میں قتل ہوئے مردے نہ کہو "بل احیاءٌ" بلکہ وہ زندہ ہیں "عند ربھم یرزقون" اپنے رب کے حضور رزق دیئے جا رہے ہیں۔ "فرحین بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ" وہ اس سے بہت خوش ہیں جو اللہ نے ان پر فضل فرمایا ہے یا جو انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے "ویستبشرون بالذین لم یلحقوا" اور آسمان سے ان لوگوں کے متعلق بھی خوشخبریاں حاصل کر رہے ہیں جو خوشخبریاں پا رہے ہیں جو ان سے نہیں ملے یعنی پیچھے رہ گئے۔ "من خلفھم" ان کے بعد پیچھے رہ گئے ہیں۔ "لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" کہ ان پر بھی کوئی خوف نہیں ہے اور وہ غم نہیں کریں گے۔ "یستبشرون بنعمۃ من اللہ و فضلٍ" وہ اللہ سے نعمت کی خوشخبریاں پاتے ہیں اور اس کے فضل کی اور اس بات کی "ان اللہ لا یضیع اجر المومنین" کہ اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

دنیا میں زندگی اور موت کا ایک تو جاری سلسلہ ہے۔ لاکھوں کروڑوں انسان پیدا ہوتے ہیں اور ایک دن میں مرتے بھی ہیں اور ان کا کوئی شمار نہیں، کسی گنتی میں نہیں آتے۔ لیکن جو خدا کی راہ میں قربانی کرنے والے خدا کی راہ میں غیر معمولی اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفا کے نمونے دکھانے والے لوگ ہیں ان کا ذکر اس دنیا میں بھی خیر کے ساتھ جاری ہوتا ہے بلکہ ملاء اعلیٰ میں بھی خیر کے ساتھ جاری ہوتا ہے اور پھر آنے والی نسلوں میں ہمیشہ ہمیش کے لئے ان پر سلام بھیجے جاتے ہیں۔ پس زندگی اور موت تو ایک عام جاری و ساری سلسلہ ہے۔ خوش نصیب وہ ہوتے ہیں جن کو خدا کی راہ میں، قربانیاں دیتے ہوئے، خدا کی راہ میں خدا کی رضا کی خاطر بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیتے ہوئے موت آئے۔ اور ان اموات میں سب سے بلند تر وہ مرتبہ ہے جو شہید کا مرتبہ کہلاتا ہے۔ یعنی روزمرہ کی زندگی میں عام لوگ جو خدمت دین میں وفات پاتے ہیں انبیاء کو چھوڑ کر اور صدیقوں کو چھوڑ کر جو ایک بہت ہی بلند تر مراتب کی باتیں ہیں ان سے نیچے سب سے بلند مرتبہ شہدا کا ہے اور اسی ترتیب سے اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے بعد پھر صالحین کی باری آتی ہے۔

تو شہداء کی وفات کا تذکرہ موت کے ساتھ کرنا جائز نہیں کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ان کو مردے ہرگز نہ کہو۔ اس لئے یہ مضمون بیان کرنا بہت سی مشکلات کا حامل ہے، بہت سی مشکلات راہ میں رکھتا ہے۔ ایک طرف جانے والوں کی جدائی کا صدمہ اور پیچھے رہنے والوں کا احساس دل کو غمگین کرتا ہے دوسری طرف اتنی عظیم سعادت ان کا پا جانا کہ ان کے سوا کسی اور دنیا چھوڑنے والے کے متعلق اللہ نے یہ نہیں فرمایا بل احیاء عند ربھم یرزقون کہ وہ زندہ ہیں اور خدا کے حضور رزق دیئے جا رہے ہیں۔ باقی فوت شدگان کے متعلق ہم تفصیل سے کچھ نہیں جانتے۔ تفصیل سے تو ان کے متعلق بھی کچھ نہیں جانتے

مگر یہ خصوصی ذکر کہ وہ زندہ ہیں تمہیں علم نہیں کہ کیسے زندہ ہیں اور یہ کہ خدا کے حضور وہ رزق جن کی ان کو ضرورت ہے یعنی روحانی زندگی میں وہ ان کو عطا ہو رہا ہے یہ ان کے سوا کسی اور کے متعلق قرآن کریم میں بیان نہیں ہوا۔ پس اس پہلو سے ان کی خوش نصیبی اور ان کی سعادت غیر معمولی مقام رکھتی ہے اور بعد کی تاریخ بھی ہمیشہ ان کے ذکر کو زندہ رکھتی ہے اور زندہ رکھے گی۔ پس اس پہلو سے مشکل یہ درپیش ہوتی ہے کہ ایک طرف ان کی جدائی کا صدمہ پیچھے رہنے والوں کو اور ان کے پسماندگان کا احساس دوسری طرف سعادت اتنی عظیم اور غیر معمولی ہے کہ اس کا خوشی سے ذکر نہ کرنا بھی ایک قسم کی ناشکری ہے۔

پس اس لحاظ سے جب چوہدری ریاض احمد صاحب کی پشاور سے شہادت کی اطلاع ملی جو شب قدر میں ہوئی تو اس وقت پہلے جو دل میں صدمے کا احساس پیدا ہوا اس پر پھر طبیعت استغفار کی طرف مائل ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے میں نے بڑی التجا سے معافی مانگی اس پر کہ صدمہ کیوں پہنچا ہے جب کہ تیرا علم یہ ہے کہ خوش نصیب لوگ ہیں بڑے مراتب پانے والے ہیں لیکن انسانی نفس کی کمزوری اس کے ساتھ لگی رہتی ہے اور ایسے مشکل مواقع پر صدمے اور غم کے اندر تفریق کرنا بہت مشکل کام ہے۔

بہرحال چوہدری ریاض احمد صاحب جن کی شہادت کا ذکر مختلف انٹرنیشنل نیوز ایجنسیز کے ذریعے دنیا میں پہلے ہی پہنچ چکا ہے ان کا واقعہ بہت اہمیت رکھتا ہے اور جماعت کی تاریخ میں یہ شہادت ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے یہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ شب قدر میں جو واقعہ گزرا ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ مردان کے ایک مخلص دوست چوہدری ریاض احمد صاحب، ڈاکٹر رشید احمد صاحب کے داماد تھے۔ ڈاکٹر رشید احمد خان صاحب کو ہمیشہ سے تبلیغ کا بہت ہی جنون اور شوق رہا ہے یہاں تک کہ خدا کی راہ میں پہلے بھی ان کو مشکلات کا سامنا رہا لیکن انہوں نے کبھی کوئی پرواہ نہیں کی۔

۱۹۷۴ء میں ڈاکٹر رشید احمد خان صاحب کے اوپر بندوقیں تان کر ان کے سینے سے لگا کر الٹا۔ کہا گیا کہ تم ابھی بھی توبہ کر لو اور مسلمان ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا میں مسلمان ہوں "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میرا کلمہ ہے اس پر میرا ایمان ہے اور کیسے مسلمان بنوں۔ انہوں نے کہا نہیں اس طرح نہیں مرزا صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دو تب تم مسلمان کہلاؤ گے۔ انہوں نے کہا نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ اسلام تو میں نے کہیں نہیں پڑھا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جو اسلام سکھایا ہے اس میں کسی کو گالیاں دینا تو کہیں اسلام میں داخل نہیں سمجھا گیا۔ اور جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں درود تو پڑھوں گا اور سلام بھی بھیجوں گا لیکن ان کا ذکر بدی سے کرنا ان کو گالیاں دینا میرے بس کی بات ہی نہیں ہے۔ جو کرنا ہے کرو۔ اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ تمہیں یاد نہیں شاید کہ احد کے میدان میں ایک واقعہ ہوا تھا ایک صحابی تھے جو کھجور کھا رہے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو اس کھجور کو دیکھ کر انہوں نے کہا کہ لے یہ کھجور میرے اور جنت کے درمیان تو ایک کھجور ہی حائل ہے۔ اس کو اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا اور سیدھا دشمنوں کے اوپر تنہا حملہ آور ہوئے اور ان کے جسم کے ٹکڑے اڑ گئے۔ لیکن وہ شہادت کا عظیم مرتبہ حاصل کر گئے اور ایسا مرتبہ جس کا ذکر ہمیشہ تاریخ اسلام میں خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو ان کے اور جنت کے درمیان ایک کھجور ہی تو تھی مگر میرے اور جنت کے درمیان تو وہ بھی نہیں ہے۔ یہ تمہاری گولیاں، تمہاری بندوقیں، میری چھاتی سے لگی ہوئی ہیں اس لئے جو کرنا ہے کر گزرو مگر یہ ناممکن ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بدی سے کروں۔ اس بات کا ایسا رعب ان پر طاری ہوا کہ وہ اس وقت اپنے ارادے سے باز آگئے۔ اور پھر بھی یہ مسلسل تبلیغ میں مصروف رہے ہیں۔

اور ان کے داماد چوہدری ریاض احمد صاحب جن کا غلطی سے ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر ریاض احمد خان کے نام سے ذکر ہوتا رہا ہے یہ چوہدری ریاض احمد صاحب ہیں، ریاض احمد خان نہیں۔ اگرچہ رشید احمد خان صاحب کے داماد تھے، ان کا خاص جو مقام اور مرتبہ ہے وہ یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی بارہا احمدیت کی خاطر ان کو تکلیفیں پہنچیں۔ مردان میں ان پر چھری سے وار کیا گیا پھر سرگودھا میں جو ۱۹۷۴ء کا واقعہ گزرا ہے ربوہ اسٹیشن پر جن کو گولیاں لگیں ان میں یہ بھی شامل تھے اور جب گولی لگی تو انہوں نے فرمایا یہ تو کچھ بھی نہیں، یہ تو ابھی آغاز ہے یعنی ارادہ اسی وقت سے شہادت کا تھا اور اسی نیت کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہے۔

اب اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ رشید احمد خان صاحب جو ڈاکٹر تھے ان کی تبلیغ سے ایک جگہ مٹہ مغل خیل میں ایک دوست تھے جو ملازمت بھی کرتے تھے اور وکالت بھی کرتے تھے ان کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق نصیب ہوئی۔ وہ چونکہ ایک طاقتور پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے تھے اس لئے ان کی احمدیت پر وہاں بڑا سخت ردعمل ہوا اور تمام علاقے میں ان کے متعلق قتل کے فتوے جاری ہونا شروع ہوئے۔ ان کے بھائیوں میں سے ایک بھائی جو بہت ہی زیادہ متشدد تھا اس نے تو سب سے زیادہ مخالفت کی حد کی اور علماء کو لاکر ان کے قتل کے لئے فتوے حاصل کئے۔ ملاں فضل ربی اس علاقے کا ایک ملاں ہے جو اس معاملے میں سب سے زیادہ بدبختی کا نمونہ دکھاتا رہا اور کثرت کے ساتھ لوگوں میں ان کے خلاف انگیخت کرتا رہا۔ لیکن جہاں تک اس نومبائع دوست کا تعلق ہے ان کے متعلق میں آپ کو بتا دوں ان کا ذکر یہاں لکھا ہوا ہے۔ (وہ واقعہ جو میں نے پڑھنا تھا اس کی تفصیل شاید میں ساتھ لانا یعنی تحریری تفصیل ساتھ لانا بھول گیا ہوں یا کہیں رہ گیا ہے لیکن زبانی طور پر مجھے یاد ہے وہ میں آپ کو بتاتا ہوں)۔ ان کا نام دولت خان ہے اور جب ان کی بیعت کا واقعہ مشہور ہوا تو بھائیوں نے بھی مخالفت کی اور علماء کو بلا کر ان سے گفتگو کروائی۔ جب علماء نے گفتگو کی تو انہوں نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھا اور اپنا موقف بیان کیا کہ میں کیا سمجھتا ہوں اس پر وہ علماء جو ان سے بحث کے لئے آئے تھے ان میں چونکہ شرافت تھی انہوں نے اسی مجلس میں یہ اعلان کیا کہ جو باتیں انہوں نے بیان کی ہیں ان میں کوئی بھی کفر کی بات نہیں اس لئے ان پر مرتد ہو کر قتل کرنے کا فتویٰ صادر نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر ان کے پانچ بھائی تو ان کے ساتھ ہو گئے اور ایک بھائی مخالفت پہ قائم رہا۔ جب ان کو بہت زیادہ ستایا گیا اور گالیاں دی گئیں تو یہ چونکہ وہ جگہ چھوڑ کر ہجرت کرنے کا ارادہ کرکے گھر سے نکلے اس لئے وہ جو پانچ بھائی تھے ان میں سے بعض نے ان کا پیچھا کیا اور کہا کہ ہم راضی ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں تم واپس آ جاؤ۔ جو شریر بھائی تھا اس نے ایک اور ملاں جو افغانستان سے ہجرت کرکے آیا ہوا ہے اس سے دوبارہ قتل کا فتویٰ لیا اور اس نے تعداد تو معین نہیں، لیکن علاقے کے بہت سے لوگوں کا مجمع اکٹھا کرکے ان کے قتل کا فتویٰ لیا۔ یہ تفصیل بیان کرنا اس لئے ضروری ہے کہ اس کا بعد میں آنے والے واقعات سے ایک تعلق ہے۔ یعنی موجود علماء نے ان سے گفت و شنید کے بعد ان کے متعلق یہ فیصلہ دیا کہ ان کے عقائد میں کوئی بات بھی اسلام کے خلاف نہیں ہے اس لئے ان پر ارتداد اور قتل کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا۔ بعد میں ایک

افغان ملاؤں کو جو متشدد تھا بلایا گیا اور اس نے ان کے قتل کا فتویٰ صادر کیا۔ اس کے باوجود یہ وہاں موجود رہے اور چونکہ شرارت کے بڑھنے کا خطرہ پیدا ہوا اس لئے پولیس نے ان کو نقض امن کی دفعہ لگا کر جیل میں ڈال دیا اور اس کے ساتھ ان کے بعض بھائیوں اور عزیزوں کو بھی جیل میں ڈالا گیا۔ لیکن ان کی ضمانت فوراً کروا لی گئی اور ان کی ضمانت کسی نے نہ دی۔

ان سے جیل میں چوہدری ریاض احمد صاحب ملنے گئے اور ان سے باتوں میں یہ کہا کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے مجھے تو عبداللطیف شہید کا انجام سب سے اچھا لگتا ہے۔ وہ واقعہ سنایا اور کہا میری دلی تمنا بھی یہ ہے کہ میں عبداللطیف شہید کا مرتبہ حاصل کروں۔ اور عجیب ہے، یہ اتفاق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے کہ ان کی شہادت سے پہلی رات ان کی بھابی نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ ایک بکری ذبح کی جا رہی ہے اور انہوں نے اسی وقت صدقہ نکال کے ایک طرف رکھ دیا مگر پھر رویا میں دیکھا کہ ایک بکری ذبح ہو چکی ہے اور ایک بکری رہ گئی ہے اور وہ چونکہ ایک بکری ذبح ہو چکی ہے دوسری کو ان کے والد ذبح کرنے لگے تھے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو ہو چکی ہے اس لئے کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے ایک بکری کو چھوڑ دیا گیا۔

یہ بظاہر ایک معمولی بات ہے لیکن اس کا بہت گہرا تعلق تاریخ احمدیت سے ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید اور ان کے ساتھی کی شہادت کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے الہام کے طور پر آپ کو بتایا جو یہ تھا "شاتان تذبحان" دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ تو شاتان تذبحان کا اس واقعہ سے ایک گہرا تعلق تھا اس لئے یہ خیال کہ شاید ان کی خواہش کا ذکر کر کے ہم خواہ مخواہ ان کی شہادت کو ایک غیر معمولی مقام دے رہے ہیں اس بات نے رد کر دیا کہ ایک خاتون کو وہی رویا دکھائی گئی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام میں جن الفاظ میں عظیم شہادتوں کی خبر دی گئی تھی اور ان کے ذہن میں اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب مجھے اس رویا کی اطلاع بھیجی گئی تو اس میں بھی ان کا کوئی تعلق نہیں باندھا گیا۔ گویا یہ الگ اتفاقی واقعہ ہے اور شہادت ایک الگ معاملہ ہے۔ وہ سمجھتے رہے کہ صرف اس شہادت کی خبر ہے حالانکہ بکری کا ذبح ہونا اور ایک بکری کا چھوڑا جانا یہ بتاتا ہے کہ "شاتان تذبحان" سے اس واقعہ کا بہت گہرا تعلق ہے لیکن یہاں دو نہیں بلکہ ایک شہادت ہوگی۔

پس جب انہوں نے جیل میں ان سے ذکر کیا تو ساتھ ہی اس خواہش کا اظہار بھی کیا اور اس کے بعد پھر یہ واقعہ ہوا کہ وہ علماء جنہوں نے ان کے خلاف قتل کی سازش کر رکھی تھی، یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہوا ان کا جیل میں داخل ہونا اور ضمانت پر نہ رہا ہونا دراصل ایک چال تھی کہ اس پر ان کو ضمانت پر رہا کروانے کی خاطر جب ان کو تبلیغ کرنے والے آئیں گے تو ہم ان کو قتل کریں گے اور مقامی طور پر چونکہ پٹھانوں میں قبائلی عصبیتیں پائی جاتی ہیں اس لئے کسی ایک پٹھان کا جس کا پیچھا مضبوط ہو، اس کے ساتھ ان کا ایک قبیلہ ہو، کچھ بھائی ہوں، دوسرے اثر والے لوگ ہوں، ان کا براہ راست فوراً قتل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے ساتھ تعصبات جاگ اٹھتے ہیں اور بعض دفعہ ایک لمبا سلسلہ قتل و غارت کا اور انتقام کا شروع ہو جاتا ہے۔ پس یہ سازش کی گئی ان دونوں مبلغین کے خلاف یعنی رشید احمد خان صاحب اور چوہدری ریاض احمد صاحب کے خلاف کہ جب یہ ضمانت کروانے آئیں گے اس وقت ان کو مارا جائے گا۔

چنانچہ جب بڑی دلیری کے ساتھ چوہدری رشید احمد صاحب اپنے اس داماد کو ساتھ لے کر اور ساتھ ایک اور دوست بھی تھے ان کو لے کر جب ضمانت کے لئے وہاں پہنچے تو پہلے سے یہ

پانچ ہزار مشتعل عوام کا وہاں مجمع اکٹھا کیا جا چکا تھا اور وہ علماء جن کا میں نے نام لیا ہے یہ ان کی قیادت کر رہا تھا اور بڑے زور کے ساتھ اشتعال دلا کر ان کو سنگسار کرنے کی تعلیم دے رہا تھا صاحب صاحبزادہ عبداللطیف صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی پتھروں سے سنگسار کیا گیا ہے اور یہ ایک اور مشابہت اس بات سے۔ نتیجہ یہ چنانچہ جب وہ حملہ آور ہوئے تو ان کو پکڑا اور سب سے پہلے ان کی پیشانی پر بڑے زور سے پتھر مارا اور اسی پتھر کے ذریعہ نیم بے ہوش ہو کر زمین پر جا پڑے لیکن اتنی ہوش تھی کہ مسلسل کلمہ ادا کرتے رہے اور آخری آواز جو ان کی سنائی دی وہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی آواز تھی۔ چنانچہ اس حالت میں جب ان کو شہید کر دیا گیا بالآخر تو پھر ان کی نعش کو گھسیٹا گیا اور ان کے اوپر ناچ کیا گیا اور وہاں کے مشتعل پٹھان مسلمانوں نے ان کی چھاتی پر چڑھ کر ناچ کئے اور اس طرح اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت پیش کیا۔

> چونکہ ہمارا رابطہ غیر مذاہب سے زیادہ وسیع ہو چکا ہے اور زیادہ زبانوں میں ہو چکا ہے اس لئے محض ایک دو اردو دان دفاع کرنے والے کافی نہیں۔ انگریزی میں بھی، سپینش میں بھی، جرمن زبان میں بھی اور البانین میں بھی، بوزنین میں بھی، افریقہ کی زبانوں میں بھی کثرت سے ایسے مخلصین چاہئیں جن کا پس منظر خواہ دینی تعلیم کا نہ بھی ہو لیکن ان کا ذوق شوق اتنا بڑھا ہوا ہو کہ وہ ان کو اس کام کے لئے وقف کر دے اور نیا نیا لٹریچر وہ خود پیدا کرنے لگیں۔

پولیس کا یہ حال تھا کہ ان کو بچانے کی بجائے ان کی نعش کو ٹھڈے مارے اور کہا کہ ہم بھی اس طرح ثواب میں شریک ہو جاتے ہیں۔ بالآخر ان کی لاش کو پشاور منتقل کیا گیا اور موجود پولیس نے نہ صرف یہ کہ ان کو بچانے کی کوشش نہیں کی بلکہ باقاعدہ گھیرا ڈال کر یہ اثر دیا گیا کہ پولیس کی حفاظت میں ہیں کوئی فکر کی بات نہیں۔ اور تمام مجمع جو خائف تھا وہ اس گھیرے کے اندر ان کو قتل و غارت کر رہا تھا، ان کے گرد کوئی پولیس کا گھیرا نہیں تھا۔ بہر حال جو بھی واقعہ مقدر تھا عظیم شہادت کا وہ اسی طرح رونما ہوا پھر ان کی نعش کو دوسری جگہ پشاور منتقل کیا گیا چادر ڈال کر ان کو پھر آخر ربوہ پہنچایا گیا۔

جو ان کے خسر تھے رشید احمد خان صاحب ان کو بھی انہوں نے اپنی طرف سے اتنا مارا کہ وہ سمجھے کہ مر چکا ہے اور جو دوسرا پہلو تھا کہ دوسری بکری بچ گئی ہے وہ اس طرح پورا ہوا۔ لیکن جب ان کو مردہ سمجھ کر مردہ خانے لے جانے کے لئے پولیس کی ویگن میں ڈال کر بھجوایا گیا تو یہ بتاتے ہیں کہ مجھے مسلسل ہوش تھی اور اگرچہ میں حرکت نہیں کر سکتا تھا اس وقت، لیکن مجھے ہوش تھی اور میں ان کی باتیں سن رہا تھا اور ویگن میں بھی پولیس نے آکر ان کو ٹھڈے مارے، وہیں ویگن میں موجود پولیس نے، کہ ہم بھی ثواب میں شریک ہو جائیں اور جب یہ مردہ خانے پہنچے تو اس وقت انہوں نے ان کو بتایا کہ میں زندہ ہوں مجھے پانی دو۔ اس پر پولیس نے کہا کہ ہیں! تم ابھی تک زندہ ہو اور ان کا ارادہ

بڑ معلوم ہوتا تھا۔ لیکن پاکستان کی پولیس کا یہ آرام ہے کہ پیسہ کا انکار ممکن نہیں ان کے لئے۔ چنانچہ ان کو اتنی ہوش رہی کہ انہوں نے کہا کہ تم قیمت مقرر کرلو مجھے پشاور پہنچا دو تو جو تم مانگتے ہو میں تمہیں دے دوں گا۔ چنانچہ جو بھی اُن کے ساتھ طے ہوا اللہ بہتر جانتا ہے کیا تھا اس کی تفصیل نہیں آئی مگر اس پیشکش کے بعد پولیس نے ان کو مردہ خانے پہنچانے کی بجائے پشاور میں جہاں احمدی دوست تھے ان کے سپرد کیا۔

یہ جو واقعہ اس طرح گزرا ہے اس میں حکومت کا کردار یہ ہے کہ جب وہاں کے ایس پی نے ڈپٹی کمشنر کو فون کیا۔ کہا کہ یہ صورت حال ہے ہمیں بتایا جائے کہ کیا کرتا ہے۔ تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے جیسا کہ ایسے لوگوں سے توقع ہے کہا کہ دیکھیں امن عامہ کی صورت بگاڑنی نہیں اس لئے ہونے دو جو ہوتا ہے۔ یعنی امن عامہ کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی کسی قسم کی حکومت کے لئے الجھن پیش نہ آئے خواہ معصوم مارے جائیں اس سے حکومت کو کوئی غرض نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پولیس نے اپنے افسر اعلیٰ کا مدعا سمجھتے ہوئے قطعاً ایک ذرہ بھر بھی ان کو بچانے کی کوشش نہیں کی۔ لیکن ایک ایسا وقت آیا جب کہ مجمع کا آپس میں اختلاف ہو گیا۔ ان کی شہادت کے بعد جب یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان کو گھسیٹا جائے گلیوں میں اور ننگا کیا جائے اور اس قسم کی اور مکروہ باتیں جب وہ کر رہے تھے تو مجمع میں اختلاف ہو گیا اور کچھ شرفاء ایسے تھے جو ڈٹ گئے کہ تم کیا بکواس کر رہے ہو یہ کوئی طریق نہیں ہے، تم نے جو کرنا تھا کر دیا لیکن اب یہ اگلی کارروائی نہیں ہوگی۔ اس پر جب مشتعل ہوئے دونوں گروہ اور یہ خطرہ ہوا کہ اب آپس میں ماریں گے ایک دوسرے کو اس وقت پولیس نے پھر فضائی فائر کئے اور ہوائی گولیاں چلائیں تاکہ مجمع منتشر ہو جائے اور مجمع کا یہ حال تھا کہ وہ چند ہوائی گولیاں بھی ان کے لئے کافی تھیں وہ اس سے منتشر ہو گئے۔ اگر پہلے پولیس ایسی کارروائی کرتی تو ہرگز بعید نہیں تھا مگر بعید تھا اس پہلو سے کہ خدا تعالیٰ کے ہاں مقدر تھا ایک فیصلہ تھا کہ ان کو شہادت کا ایک خاص مقام عطا کیا جائے گا۔

> **جو خدا کی راہ میں قربانی کرنے والے، خدا کی راہ میں غیر معمولی اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفا کے نمونے دکھانے والے لوگ ہیں ان کا ذکر اس دنیا میں بھی خیر کے ساتھ جاری ہوتا ہے بلکہ ملاء اعلیٰ میں بھی خیر کے ساتھ جاری ہوتا ہے اور بعد میں آنے والی نسلوں میں ہمیشہ ہمیش کے لئے ان پر سلام بھیجے جاتے ہیں۔**

چنانچہ جو مختلف رؤیا دیکھی گئی ہیں ان میں سے بعض کا ذکر کرتا ہوں اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی یہ شہادت کوئی عام روزمرہ کی شہادت نہیں۔ تمام شہادت کا بھی بہت بڑا مقام ہے غیر معمولی رتبہ رکھتی ہے جیسا کہ قرآن کریم کی آیت سے میں نے ثابت کیا ہے لیکن بعض شہادتیں بعض دوسری شہادتوں پر فوقیت لے جاتی ہیں۔ تمہیداً یہ ذکر کر دوں کہ ابو ظہبی میں بھی ایک عرصہ ملازمت کرتے رہے وہاں سے بھی احمدیت کی بناء پر ان کو فارغ کیا گیا۔ جاہ کہ اور بہت سے ابو ظہبی میں خدمت کر رہے ہیں جن کو فارغ نہیں کیا گیا تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر جگہ بڑی دلیری کے ساتھ احمدیت کی تبلیغ کرتے تھے یہاں تک کہ ماحول ان کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

جو رؤیا ان کے متعلق مبشرات دیکھی گئی ہیں ان میں سے ایک تو ان کی اپنی رؤیا ہے جب وہ دولت خان صاحب سے جیل میں ملاقات کر کے آئے ہیں اور حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہیدؓ کی شہادت کا تذکرہ اور اپنی دلی تمنا کا اظہار کیا کہ کاش میں بھی ایسا مرتبہ پا جاؤں۔ تو انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت باغ میں ہیں جہاں پر ایک تخت پڑا ہے اور یہ اس تخت پر تخت نشین ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ غیر معمولی عظمت کا اور فضل کا نشان ان کو عطا ہونے والا تھا۔ ان کی بھاوجہ نے رؤیا میں دیکھا کہ کوئی بکری کو ذبح کر رہا ہے ان کی آنکھ کھل گئی۔ رات کے دو بجے تھے اس وقت صدقہ دینے کا ارادہ کیا اور صدقہ کی رقم الگ کر کے رکھ لی، پھر سو گئیں۔ پھر وہی خواب دکھائی دیا کہ ایک بکری ہے اس کے ٹکڑے سامنے پڑے ہیں اور ریاض کی بھابی اپنے والد عظیم شاہ صاحب سے کہتی ہیں کہ میں نے تو صدقہ بھی دے دیا ہے لیکن پھر بھی آپ نے بکری کو ذبح کر دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ایک اور بکری بھی تھی وہ ذبح کرنا چاہتے تھے مگر وہ انہوں نے ذبح نہیں کی اور اس کو چھوڑ دیا۔ تو ایک کی شہادت یعنی "شاتان تذبحان" کا مضمون اس رؤیا میں پہلے ہی دکھا دیا گیا تھا اور اس مرتبہ ایک کی شہادت کو کافی سمجھا گیا۔

نور الدین احمد صاحب جو شہید ریاض احمد کے ہم زلف ہیں انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ دو بیل ہیں جن میں سے ایک طاقتور اور ایک کمزور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں آیا کہ ان کی قربانی دی جائے جیسا عید الاضحیٰ کے موقع پر کرتے ہیں۔ تو پہلے میں نے کمزور کو پکڑا تو میرے والد ڈاکٹر منظور احمد نے کہا کہ یہ کمزور ہے۔ (یہ ہمارے جو باڈی گارڈ ہوا کرتے تھے محمود احمد خان صاحب، ان کے والد ہیں منظور خان جو رشید احمد خان کے بڑے بھائی ہیں) تو انہوں نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو دوسرے طاقتور کی قربانی دو۔ تو میں نے طاقتور بیل کو پکڑا، گرایا اور قربان کر دیا۔ اب یہاں بھی دو کا جو مضمون ہے وہ اسی طرح چل رہا ہے ساتھ۔ دو بکریاں، دو بیل اور پھر کمزور کو چھوڑ دیں جو بوڑھے تھے اور کمزور تھے اور طاقتور کو پکڑ لو جو نوجوان ان کے داماد تھے۔ یہ ساری باتیں بتا رہی ہیں کہ کوئی اتفاقات نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پہلے سے فیصلہ شدہ تھی اور وہ جس طرح ظاہر ہوتا ہے یہ اس کے واقعات ہیں جو اللہ تعالیٰ رؤیا میں پہلے بتا کر ان کے اقرباء کی تسلی کے سامان کئے۔

ڈاکٹر رشید احمد صاحب کو ان کے داماد کی شہادت کی اطلاع نہیں دی گئی کیونکہ ان کی اپنی حالت بھی نازک تھی۔ ہمارے عزیز ڈاکٹر مبشر احمد کا فیکس مجھے ملا ہے کہ وہ اس وقت ربوہ میں ہیں اور خاص حفاظت کے وارڈ میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی خطرہ ان کو نہیں ہے اس وقت۔ اور جو پسلیاں ٹوٹی ہیں اور جو کہنی کی ہڈی ٹوٹی ہے اس کا علاج کر رہے ہیں۔ تو ان کو چونکہ بتایا نہیں گیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی رؤیا میں اطلاع دی اور وہ رؤیا انہوں نے یہ دیکھی کہ ایک چھوٹا جہاز ہے جسے وہ خود اڑا رہے ہیں۔ آگے وہ ایک انتہائی سفید کمروں والی جگہ میں پہنچتے ہیں جس کے آخر میں نہایت خوبصورت سفید رنگ کا صوفہ بچھا ہے جس پر ریاض احمد شہید بیٹھنے کے لئے چلے گئے اور صوفے پر براجمان ہو جاتے ہیں۔ مگر ڈاکٹر صاحب کو روک دیا گیا اور کہا گیا کہ جنت کا آخری مقام ہے جہاں تم نہیں جا سکتے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے داماد کو ایک اعلیٰ فضیلت کا مقام خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمایا گیا ہے جو ان کے لئے مقدر نہیں تھا اس لئے ان کی شہادت نہیں ہوئی۔ یہ اللہ کی مرضی ہے یہ اپنا فضل ہے جسے چاہے دے، جس طرح چاہے دے۔

یہ تو اس شہادت کے تذکرے ہیں۔ اب میں ضمناً آپ سے

یہ عرض کرتا ہوں کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی شہادت کا خون آج تک یہ ان کی قوم اس کی قیمت ادا کر رہی ہے اور اب تک اس خون کے داغ دھل نہیں سکے۔ مسلسل افغانستان پر ایک بلا کے بعد دوسری بلا نازل ہوتی ہے جو ان کی شہادت کے بعد سے شروع ہوئی اور یہ سلسلہ آج تک ختم نہیں ہو سکا۔ فیض نے کہا ہے ؎

خون کے دھبے دھلیں گے کتنی برساتوں کے بعد

مگر بعض دفعہ شہادت کے خون اتنے پکے ہوتے ہیں اور بعض شہادتیں خصوصیت کے ساتھ ان کو شہید کرنے والوں کے خلاف اللہ کا غضب ایسا بھڑکاتی ہیں کہ خون کی برساتیں بھی مسلسل ہوتی رہتی ہیں اور وہ خون کے دھبے دھلتے نہیں، مزید خون کی طلب کرتے رہتے ہیں۔ اللہ رحم فرمائے افغانستان پر، ان کے دن بدل بھی اور وہ اسی طرح بدل سکتے ہیں کہ افغان قوم کی توجہ احمدیت کی طرف ہو اور وہ اپنی سابقہ کوتاہیوں اور غفلتوں کی اللہ تعالیٰ سے نیک اعمال کے ذریعے معافی مانگیں اور ایمان لاکر معافی مانگیں۔ اس کے بغیر افغانستان کی تقدیر سدھرتی ہوئی دکھائی نہیں دیتی۔

اب پاکستان کے علاقہ میں جو یہ واقعہ گزرا ہے یہ بھی اس علاقے کے لئے اس لحاظ سے بدشگون ہے اگرچہ احمدیت کے لحاظ سے ایک بہت ہی عظیم شہادت کا اضافہ ہے جو ہماری تاریخ کو اور بھی زیادہ خوبصورت اور دلکش اور عظیم بنا دے گا اور ہمیشہ آسمانِ شہادت پر ان کی شہادت بھی نمایاں خوبصورت حروف میں لکھی ہوئی دکھائی دے گی۔ لیکن جہاں تک اس علاقے کا تعلق ہے اس میں ایک اور پہلو خاص طور پر قابل ذکر یہ ہے کہ ان کو آخری فتویٰ دے کر شہید کرنے والا ملاں بھی افغانستان ہی کا تھا اور جس طرح صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ کا واقعہ گزرا ہے ان کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا کہ پہلے جن علماء سے ان کا مناظرہ کروایا گیا۔ ان علماء میں سعادت اور شرافت تھی۔ بارہ علماء چنے گئے تھے جن کے ساتھ ان کا مناظرہ کروایا گیا اور اس مناظرے کے بعد ان سب کا یہ فیصلہ تھا کہ اس کی باتوں میں کوئی بات بھی اسلام کے خلاف نہیں اور اس لحاظ سے ہم ان کے ارتداد کا اور قتل کا فتویٰ صادر نہیں کر سکتے۔ تب بادشاہ کا ایک کزن نصراللہ خان جو دراصل اس ساری شرارت کا کرتا دھرتا تھا اس نے اپنی مرضی کے بعض علماء کو بلا کر ان کو دھمکیاں دیں اور کہا کہ اگر تم نے فتویٰ صادر نہ کیا تو میں تمہارے ساتھ یہ کروں گا۔ چنانچہ اس کے دباؤ میں آکر بالآخر ان علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ واقعۃً یہ مرتد ہے۔ اب مجھے تفصیل یاد نہیں کہ وہ بارہ اس میں شامل ہو گئے تھے یا یہ الگ فتویٰ تھا مگر واقعہ کی ترتیب یہی ہے کہ پہلے علماء نے فتویٰ دینے سے انکار کیا اور صاف کہا کہ ان کے عقائد میں کوئی بات بھی اسلام کے خلاف نہیں۔ پھر دباؤ میں آکر دوسرے علماء نے ان کے خلاف فتویٰ دیا اور بعینہٖ یہی واقعہ ان کے ساتھ گزرا ہے۔

دولت خان کے متعلق بتا رہا ہوں کہ دولت خان کے ساتھ جو واقعہ گزرا ہے وہ اسی طرح ہوا ہے۔ یعنی اگرچہ ریاض کے ساتھ براہ راست یہ واقعہ نہیں گزرا لیکن حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ کی شہادت کی یاد اس واقعہ نے تازہ کر دی ہے۔ تو کچھ تعلقات ایسے ہیں جو یہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شہادت کا ایک خاص مرتبہ ہے لیکن اب اگلا پہلو جو ہے وہ خطرناک ہے۔ اگر اس شہادت کا یہ مرتبہ تھا کہ آج سو سال گزرنے کے بعد بھی وہ شہادت کا خون قوم کا پیچھا نہیں چھوڑ رہا تو اللہ رحم فرمائے اس علاقہ پر کہ یہ شہادت بھی ویسا ہی رنگ نہ لائے۔ اسی لئے ہم تو انتقامی کارروائیوں کے قائل نہیں ہیں۔ ہم تو قوم کی فلاح اور بہبود کے قائل ہیں۔ اسی لحاظ سے میں نے یہ سارا مضمون کھول کر جماعت کے سامنے رکھا ہے کہ جہاں تک شہید کا تعلق ہے ان کے مراتب کی تو ہمیں نہ فکر ہے نہ ہم اس میں کچھ کر سکتے ہیں۔ وہ اللہ کی دین تھی ایک خاص اعزاز تھا جو ان کے نصیب ہوا، جو قسمت کے ساتھ سینکڑوں ہزاروں سال میں بعض دفعہ کسی ایک آدمی کو نصیب ہوا کرتا ہے۔

جہاں تک قوم کا تعلق ہے ہمیں دعا کرنی چاہئے اور خدا کی رحمت کو یہ واسطہ دے کر کہ کچھ بھائی جو نیک تھے، جنہوں نے اپنے بھائی کا ساتھ دیا تھا ان کی اس نیکی کو ہی قبول فرمالے اور باقی قوم کو اس سزا سے بچالے۔ یہ دعا اور تمنا ہونی چاہئے ہر احمدی کی کہ اس علاقے کو لمبی خوفناک ہلاکت اور عذابوں سے بچائے۔ جہاں تک اس مولوی کا اور اس مجمع کا تعلق ہے، جنہوں نے آنکھیں کھول کر اسلام کے خلاف نہایت ہی ظالمانہ کارروائی کی ہے ان کے متعلق خدا کی تقدیر جو چاہے فیصلہ کرے۔ لیکن مجموعاً جو علاقہ ہے اور جو قوم ہے ان کے لئے ہمیں ہدایت کی دعا کرنی چاہئے اور یہ انتظار نہیں کرنا چاہئے کہ ان کو بھی ویسا ہی عذاب ملے جیسا کہ افغانستان کے علاقے کے لوگوں کو ملا ہے اور اب تک مل رہا ہے۔

یہ بڑی دیانت داری کے ساتھ اور دل کی گہرائی کے ساتھ میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ انتقام دیکھنے کی تمنا نہ کریں اور بخشش کی تمنا کریں جو ہدایت کے ساتھ وابستہ ہو۔ "اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون" کی دعا ہے جو سب سے زیادہ اچھا نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ پس اسی سنت کو دہراتے ہوئے ان لوگوں کے حق میں دعا کریں کہ اے اللہ ان کو ہدایت دے کر عذاب سے بچا۔ اور افغانستان کے متعلق میں نے یہی آپ کے سامنے بات رکھی ہے کہ ان کی نجات کا رستہ اب ہدایت ہی ہے۔ بعض دفعہ جتنی چاہے قیمت ادا کرتے چلے جاؤ جب تک ہدایت نہیں پاؤ گے تو عذاب پیچھا نہیں چھوڑا کرتا۔ حضرت نوحؑ کی قوم کے ساتھ کیوں یہ ہوا کہ وہ ساری قوم مٹادی گئی اس لئے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں تھا کہ ان میں سے کوئی بھی ہدایت نہیں پائے گا۔ اور چونکہ ہدایت نہیں پانا تھا۔ اس لئے حضرت نوحؑ کو اللہ نے اطلاع فرما دی کہ یہ قوم جو ہے اب یہ ہدایت کے دائرے سے باہر جاچکی ہے۔ ایسی باہر جاچکی ہے کہ جو بچے پیدا کرے گی وہ بھی کافر اور مرتد ہوں گے، کافر اور ظالم ہوں گے اور ان میں سے کوئی نیکی کا بیج باقی نہیں رہا۔ جب یہ اطلاع ملی تب حضرت نوحؑ نے ان پر بد دعا کی ہے اس سے پہلے نہیں کی اور ان پر بد دعا کرنا انسانیت کے لئے دعا کرنے کے مترادف تھا۔

> **بعض دفعہ شہادت کے خون اتنے پکے ہوتے ہیں اور بعض شہادتیں خصوصیت کے ساتھ ان کو شہید کرنے والوں کے خلاف اللہ کا غضب ایسا بھڑکاتی ہیں کہ خون کی برساتیں بھی مسلسل ہوتی رہتی ہیں اور وہ خون کے دھبے نہیں دھلتے۔**

پس اس پہلو سے اللہ تعالیٰ نے چونکہ افغان قوم کو ابھی رکھا ہوا ہے، سزا مل رہی ہے۔ اس لئے میں یہ نتیجہ نہیں نکالتا کہ ان کا ہدایت نہ پانا گویا کہ مقدر ہے۔ میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ چونکہ اکثر نے اس جرم میں شمولیت اختیار کی اور اس پر خوش ہوئے

اس لئے جب تک وہ ہدایت نہیں پاتے ان کی سزا کا سلسلہ جاری رہے گا۔ ورنہ نوح علیہ السلام کی قوم کے ساتھ ایک بے انصافی سمجھی جائے گی۔ اس لئے ان کے لئے بھی ہدایت کی دعا کریں۔ بعض لوگ یہ ذکر کرتے ہیں اور ان کے چہرے پر یہ اطمینان ہوتا ہے کہ دیکھو اس قوم کو کیا بدلہ ملا ہے مگر مجھے تو تکلیف پہنچتی ہے۔ یہ بدلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعجاز تو ہے لیکن ایسا نہیں کرنا چاہئے دل اس پر خوشی محسوس کریں۔ اگر ایسا ہوا تو ہمارے دل سخت ہو جائیں گے اور خدا کے یہ نشانات ہمیں فائدہ پہنچانے کی بجائے ہمارے نقصان کا موجب بھی بن سکتے ہیں۔

اس لئے اپنے دلوں کی پاکیزگی کا خیال کریں۔ اپنے جذبات کو اسلامی ادب کے دائرے میں رکھیں۔ اور ان ظالموں کے خلاف بھی بددعا کرنے کی بجائے یہ دعا کریں کہ اللہ ان کو ہدایت دے کیونکہ ہدایت پا جانا سب سے بہتر جواب ہے ان مظالم کا۔ اور ہدایت کا انتقام سب سے اعلیٰ انتقام ہے۔ پس اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاں تک ان کے پسماندگان کا تعلق ہے میرا رابطہ چوہدری خورشید احمد صاحب جو ان کے برادر نسبتی ہیں ان سے فون پر جرمنی میں ہوا ہے اور ان کے ذریعے مجھے اطلاع ملی ہے۔ دو دفعہ ان سے فون پر بات ہوئی ہے کہ ان کے سب عزیز اللہ کے فضل سے پورے حوصلے میں ہیں اور قطعاً ان کو کوئی گھبراہٹ نہیں ہے۔ اور اللہ کے فضل کے ساتھ شہید کی بیوہ بھی فون پر ان کی بات ہوئی ہے، خدا کے فضل سے حوصلے میں ہیں اور اس بات پر مطمئن ہوئیں کہ میری ان کے بھائی سے فون پر بات ہوئی ہے۔ ان کے چار بچے ہیں ان میں سے ایک بچی چھوٹی ہے۔ اس چھوٹی بچی کے متعلق یہ کچھ دن سے کہہ رہے تھے۔ وہ ان کو بہت پیاری تھی۔ کچھ دن سے کہہ رہے تھے کہ اور تو سب آسان ہے مگر اس کا چھوڑنا مشکل ہے۔ اب یہ بات چھوٹی سی ہے لیکن اس سے دو نتیجے میں نے نکالے ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

ایک تو یہ کہ جو پیچھے رہ جاتے ہیں ان کا فکر ضرور شہیدوں کی روحوں کو دامن گیر ہو سکتا ہے اور اسی لئے وہ آیات جن کی میں تلاوت کی ہے اس میں اس بات کا جواب دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”فرحین بما آتٰھم اللہ من فضلہ“ وہ بہت خوش ہیں اس سے جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا کیا لیکن ساتھ ہی ”ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم“ ان کے متعلق بھی اللہ ان کو خوشخبریاں دے رہا ہے یعنی خوش خبریاں پا رہے ہیں جو ان سے ابھی نہیں ملے، ان سے ملے نہیں ہیں یعنی بعد میں ان کی وفات جیسے بھی خدا کے ہاں مقدر ہو وہ ہونے والی ہوگی، کچھ عرصے کے بعد ان سے آملیں گے۔ لیکن ان کے متعلق اللہ ان کو تسلیاں دے رہا ہے کہ ”لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون“ کہ ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا کسی خوف سے وہ مرعوب نہیں ہونگے ”ولا ھم یحزنون“ اور غم کی حالت میں سکتے نہیں چھوڑے گا خدا ان کو، بلکہ ان کو غموں پہ حوصلہ عطا فرمائے گا یعنی ”لا یحزنون“ کا مطلب ہے غم سے مغلوب نہیں ہونگے۔

”یستبشرون بنعمۃ من اللہ وفضل“ اور وہ خدا سے نعمت اور فضل کی خوشخبریاں پا رہے ہیں۔ پس ایک تو اس آیت کا ایک یہ مفہوم اس واقعہ سے سمجھ آیا کہ خدا تعالیٰ یہ کیوں فرماتا ہے کہ شہیدوں کو ان کے پیچھے رہنے والوں کے متعلق خوش خبریاں دی جائیں گی۔ جب ریاض شہید کی یہ بات مجھے پہنچی تو اس وقت میں سمجھا دراصل بعض لوگوں کو چھوڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اور ان کے متعلق اللہ تعالیٰ لازماً آخرت میں، یعنی دوسری دنیا میں یعنی روحانی زندگی میں ان کو خوشخبریاں دے گا کہ فکر نہ کرو ہم تمہارے بھی مالک اور والی تھے ان کے بھی مالک اور والی ہیں اور ان کے متعلق ان کو اطمینان دلاتے ہیں۔ پس شہید کے پسماندگان کے لئے قرآن کریم میں یہ خوشخبری پہلے سے موجود ہے۔ پس اس خوشخبری کو سچا کر دکھائیں اور اپنی ذات میں اس کا اطلاق کریں اور جانیں کہ یہ بظاہر نقصان ہے مگر حقیقت میں بہت بڑی سعادت ہے۔ اس لئے غم کر کے اس آیت کے اطلاق کو اپنے متعلق مشکوک نہ ہونے دیں۔ یہ بڑا مشکل کام ہے لیکن جہاں تک میرا ان سے رابطہ ہوا ہے خورشید احمد خان سے مجھے یہی تسلی ہوئی اور دوسرا اطمینان ہوا کہ الحمد للہ میری نصیحت سے پہلے ہی ان لوگوں نے وہی نمونہ دکھایا ہے جس کا تذکرہ اس آیت میں ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شہید کی روح کو تسلیاں دے گا کہ تمہارے پیچھے رہنے والوں کا ہم خیال رکھیں گے، تم بالکل تسلی رکھو، کوئی غم نہیں ہوگا ان کو، پس شہداء کی جو اولاد پیچھے رہ جاتی ہے ان کی زندگی پر نظر ڈال کر دیکھیں اللہ تعالیٰ حیرت انگیز طور پر ان کے حالات بدلتا ہے۔ ان پر بے شمار نعمتیں اور فضل نازل فرماتا ہے اور کہیں سے کہیں پہنچا دیتا ہے۔ اس کے مقابل پر جو دوسرے رشتے دار پیچھے رہ جاتے ہیں ان کی حیثیت ہی کوئی نہیں ہوتی۔

حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کی اولاد کو دیکھ لیں آج دنیا میں ہر جگہ بڑے بڑے مناصب پہ بڑی بڑی اعلیٰ علمی فضیلت کے مقامات تک پہنچی ہوئی اولاد ہے۔ کئی علم کے پہلوؤں سے انہوں نے ترقی کی ہے اور دنیا کی نعمتوں سے بھی خدا نے ان کو کسی پہلو سے محروم نہیں رکھا۔ ساری دنیا میں بڑی عزت کے ساتھ پھیلایا ہے۔ ان کے متعلق ان کے ایک عزیز نے پشاور میں رہتے ہیں انہوں نے مجھے ایک دفعہ لکھا کہ جس علاقے میں ہمارا خاندان ہے وہ لوگ جو احمدیت سے الگ ہیں، الگ رہے ہیں اس وقت یا بعد میں چھوڑ گئے، ان کا کوئی بھی حال نہیں۔ نہ دین نہ دنیا کوئی حیثیت باقی نہیں رہی۔ جو عزتیں عطا ہوئیں ہیں وہ اسی خاندان کو ہوئی ہیں جو حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ کی اولاد تھی اور اولاد در اولاد تھی۔ تو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ایک سچا وعدہ ہے اس میں ادنیٰ شک نہیں ہے کہ دنیا میں بھی شہداء کی اولاد کے ساتھ اللہ تعالیٰ غیر معمولی رحمت اور شفقت کا سلوک فرماتا ہے۔

بعض دفعہ فوری طور پہ انسان کو دکھائی نہیں دیتا مگر وقت بتا دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی وعدے کو بھولتا نہیں اور ہمیشہ خدا کے وعدے بڑی شان کے ساتھ اس دنیا میں پورے ہوتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ آئندہ کے لئے جو ان سے وعدے ہیں وہ بھی ضرور پورے ہونگے۔ پس ان شہید کے پسماندگان کے متعلق یہ میرا جو تاثر ہے یہ قرآن کی آیات کے مطابق ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ اپنے فضلوں سے ان کو نوازے گا اور کسی حالت میں بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔

اللہ رحم فرمائے افغانستان پر، ان کے دن بدلے اور وہ اسی طرح بدل سکتے ہیں کہ افغان قوم کی توجہ احمدیت کی طرف ہو اور وہ اپنی سابقہ کوتاہیوں اور غفلتوں کی اللہ تعالیٰ سے نیک اعمال کے ذریعہ معافی مانگیں اور ایمان لاکر معافی مانگیں

اب ایک اور وفات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جمعہ کے بعد جب عصر کی نماز آج جمع ہوگی، کیونکہ میں مسافر ہوں اور اکثر آج یہاں جو دوست ہیں وہ بھی مسافر ہیں تو اس کے معاً بعد جو جنازے پڑھے جائیں گے ان میں ایک جنازہ ہمارے انگلستان کے ایک نہایت مخلص دوست اور عزیز نعیم عثمان صاحب کا جنازہ ہے۔ یہ بروز سوموار لندن میں صبح تین بج کر چالیس منٹ پر اچانک دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے۔ بہت مخلص اور فدائی انسان تھے اور میرے ساتھ ان کا پرانا رابطہ خدمت دین کے تعلق ہی میں ہوا تھا۔ جب شیخ مبارک احمد صاحب انگلستان کے امیر تھے اس زمانے میں ایک ان کی کتاب تھی زیر نظر اس کا مسودہ میرے پاس پہنچا جو احمدیت کے مخالفین کے جواب میں یہ تحریر کر رہے تھے۔ اور میں اس سے بہت متاثر ہوا۔ زبان بھی اچھی تھی اور ان کی پکڑ بھی بہت مضبوط تھی۔ اگرچہ دینی علم کا کوئی پس منظر نہیں تھا لیکن اس کے باوجود خود محنت کر کے ان اعتراضات کے جوابات تلاش کرتے اور بڑی محنت اور سلیقے کے ساتھ ان کے جوابات کو اکٹھا کر کے ایک جوابی حملے کی صورت میں منظم کیا کرتے تھے۔ صرف ایک مشکل تھی کہ جوابی حملے میں زیادہ ہی کچھ جبروت پائی جاتی تھی اور بعض دفعہ بہت سخت جوابی حملہ ہوتا تھا۔ میر قاسم علی صاحب یاد آجایا کرتے تھے مجھے ان کی بعض عبارتیں پڑھ کے۔ وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف مولویوں کے حملوں کو برداشت نہیں کر سکتے تھے اور ان کا جوابی حملہ بہت سخت ہوا کرتا تھا۔ تو ان کو پھر میں سمجھا کر بعض ان کی کتابیں شائع ہونے سے پہلے ان کو بلا کر سبقاً سبقاً گزرتا تھا اور ان کو بتاتا کہ یہاں سختی کم کریں، یہاں سختی کم کریں۔ ہمارا مقصد تو جواب دینا ہی نہیں بلکہ دل جیتنا بھی ہے اگر ہم ضرورت سے زیادہ سختی کر دیں تو بعض دفعہ یہ اعلیٰ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ ہاں بعض دفعہ سختی ضروری بھی ہوتی ہے۔ بعض شریر ایسے بدبخت ہوتے ہیں کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے ان کو انہی کی زبان میں بعض دفعہ نمونے کا جواب دینا ضروری ہوتا ہے ورنہ وہ سمجھ نہیں سکتے کہ پاکوں پہ زبان کھولنا کیسے ظلم کی بات ہے۔

پس ان کا جو یہ خاص انداز تھا کہ سلمان رشدی کے ہم مزاج لوگوں سے ٹکر لیتے تھے اور بڑی شدت کے ساتھ ان کا زور کے ساتھ جواب دیا کرتے تھے۔ یہ ان کی شخصیت کو ایسا ممتاز کرنے والا ایک مسئلہ تھا، معاملہ تھا کہ رفتہ رفتہ ان کے ساتھ میرے تعلق کی بناء پر ان کا خاندان جو گجرات کی یعنی ہندوستان کے صوبہ گجرات کے ساتھ تعلق رکھنے والا خاندان ہے۔ ان کے دادا پہلی دفعہ مشرقی افریقہ میں احمدی ہوئے تھے اور وہ بڑے بہادر اور نڈر تبلیغ کرنے والے تھے۔ خاندان میں جو بڑا مشہور تھا بڑی مخالفتیں کی لیکن کبھی پرواہ نہیں کی تو ان سے میرے تعلق کو دیکھ کر ان کا خاندان جو بڑا وسیع تھا اپنا تعارف ہمیشہ ان کے حوالے سے کرواتا ہے۔ کوئی خاتون آتی ہیں کہ میں نعیم عثمان کی پھوپھی ہوں، کوئی یہ بتایا کرتے ہیں کہ جی میں ان کا فلاں ہوں، کوئی بتایا کرتے تھے کہ میں ان کا فلاں رشتہ دار ہوں، کوئی کہتا تھا میں نعیم عثمان کا یہ لگتا ہوں۔ پس اس حوالے سے یہ مشہور ہوئے اور میرے ساتھ ان کا ذاتی تعلق جو تھا وہ ان کے رشتے داروں کے لئے قرب کا حوالہ بن گیا۔

ان کے وصال کے بعد مجھے اب یہ کمی محسوس ہو رہی ہے کہ انگلستان میں اس جرات کے ساتھ، اس حوصلے اور عقل کے ساتھ جواب دینے والے نئی نسل میں ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ جن لوگوں کو میں تیار کر رہا ہوں ان میں سے ایک ارشد احمدی صاحب ہیں ان کو سلمان رشدی کے متعلق جوابی کتاب کے لئے میں نے تیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان میں یہ صلاحیت ہے۔ اگرچہ وہ کھلاڑی ہیں عموماً اور تقریباً ہر کھیل میں بہت اچھے ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے زبان کا سلیقہ بھی بخشا ہے، تقریر بھی اچھی کر لیتے ہیں، تحریر بھی اچھی ہے۔ اس لئے جب ان کے سپرد میں نے یہ کام کیا تو ان سے تفصیل سے جواب دینے کے طریقے، سلیقے کے متعلق بات ہوئی اور وہ سمجھ گئے۔ جو مسودہ انہوں نے تیار کیا میرے آنے سے کچھ دن پہلے مجھے دکھایا بھی، پورا تو نہیں مگر اس کے نمونے پڑھ کے سنائے، اس میں ابھی کچھ اصلاح طلب باتیں تھیں۔ اس لئے ان کو میں نے سمجھا دیا ہے انشاء اللہ ان کی کتاب آئندہ چند ماہ میں آجائے گی۔

میں چاہتا ہوں کہ اور بھی نوجوان اب اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ صرف انگلستان کی بات نہیں جرمنی میں بھی، سپین میں بھی، دوسری جگہوں میں بھی۔ سپین میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کرم الٰہی صاحب ظفر اولاد ماشاء اللہ بڑی مستعد اور احمدیت کے دفاع میں ایک ننگی تلوار ہے۔ لیکن باقی دنیا میں بھی ہمیں اس قسم کے مجاہدین چاہئیں جو نئی نسل میں اس کام کو سنبھالیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ خلفاء کو اس قسم کے تائید کرنے والے اور اسلام کے دفاع میں مستعد نوجوان عطا فرماتا رہتا ہے۔ مجھ سے بھی اس معاملے میں کوئی کمی نہیں رکھی مگر آئندہ نسلوں کے لئے میں سمجھتا ہوں مزید ضرورت ہے اور چونکہ ہمارا رابطہ غیر مذاہب سے زیادہ وسیع ہو چکا ہے اور زیادہ زبانوں میں ہو چکا ہے اس لئے شخص ایک دو اردو دان دفاع کرنے والے کافی نہیں۔ انگریزی میں بھی، سپینش میں بھی، جرمن زبان میں بھی، اور البانین میں بھی، بوزنین میں بھی، افریقہ کی زبانوں میں بھی کثرت سے ایسے مخلصین چاہئیں جن کا پس منظر خواہ دینی تعلیم کا نہ بھی ہو لیکن ان کا ذوق شوق اتنا بڑھا ہوا ہو کہ وہ ان کو اس کام کے لئے وقف کر دے اور بنا بنایا لٹریچر وہ خود پیدا کرنے لگیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ایک نعیم عثمان جاتا ہے تو کئی نعیم عثمان عطا کر دے۔ اور زندہ اور سعید قوموں کی یہی نشانی ہوا کرتی ہے۔ ایک سردار گزرتا ہے تو خدا دوسرے اور بہت سے سردار عطا کر دیا کرتا ہے جیسا کہ عرب شاعر کا ایک شعر غالباً پہلے میں نے اسی مسجد میں ایک دفعہ سنایا تھا۔

اذا سید منا خلا قام سید ۝ قئول لما قال الکرام فعول

ایک عرب شاعر کہتا ہے اور بہت ہی بلند مرتبہ شعر ہے کہ جب ایک سردار ہم میں سے گزر جاتا ہے تو ہم بے سردار نہیں رہا کرتے۔ "قام سید" اسکی جگہ ایک اور سردار اٹھ کھڑا ہوتا ہے "قئول لما قال الکرام" وہ ویسی ہی باتیں اسی شان کیساتھ کہتا ہے جیسے پہلا سردار کہا کرتا تھا۔ اور صرف باتیں کہنے والا نہیں بلکہ عمل کر کے دکھانے والا سردار ہوا کرتا ہے۔ تو اللہ ہمیں ہر گزرنے والے مجاہد احمدیت کے لئے خواہ وہ شہادت کے ذریعے دنیا چھوڑے یا طبعی موت کے ذریعے اور ایک نہیں بلکہ کثرت سے دوسرے ہمارے لئے مہیا فرماتا رہے اور عطا کرتا رہے۔

جنازہ غائب میں ایک اور دوست کا نام بھی شامل کریں۔ یہ ہمارے شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ سرگودھا کے ہیں۔ ان کی بیٹی جو رشید احمد صاحب امیسیڈر کی بیگم ہیں انہوں نے مجھے فون پر یہ اطلاع دی کہ ان کی وفات ہو گئی ہے۔ یہ بھی پراچہ خاندان میں ماشاء اللہ بہت مخلص اور فدائی انسان تھے۔ حضرت مرزا عبد الحق صاحب کے دست راست رہے ہیں۔ اب لمبے عرصے سے بیمار تھے اسلئے یہ عملاً زیادہ خدمت نہیں کر سکتے تھے۔ مگر آنے جانے والے سے ہمیشہ میرا ذکر کر کے دعا کی تحریک کیا کرتے تھے۔ انکا یہ پیغام مجھے ملا ہے کہ جب کبھی انکی طبیعت کچھ بگڑتی تھی اس سے پہلے یہ کہا کرتے تھے کہ غالباً میری وفات جمعرات کو ہوگی اور جمعرات ہی کو خلیفۃ المسیح کو میرا پیغام دے دینا کہ جمعہ کی نماز کے بعد جو جنازہ پڑھائیں گے اس میں مجھے شامل کر لیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انکی تمنا بھی دیکھیں کیسے پوری کی۔ جمعرات ہی کو وفات ہوئی ہے اور جمعہ کی نماز کے بعد ایسے جنازے، عظیم جنازے ہونے تھے جن میں ان کا شامل ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاص عنایت اور ایک فضل ہے۔ تو ان تینوں کی نماز جنازہ غائب آج نماز جمعہ کے بعد عصر کی نماز ہوگی اسکے بعد پڑھائی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کے مراتب کو بلند فرمائے اور کثرت سے ساتھ بلند مرتبہ احمدی احمدیت کو عطا کرے۔

تبلیغی و تربیتی مساعی

جماعت احمدیہ کیرنگ کا جلسہ سالانہ

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کیرنگ (اڑلیسہ) کو اپنا اکتیس واں جلسہ سالانہ مورخہ ۲۹/ ۳۰/ اپریل ۱۹۹۵ء کو پورے شان و شوکت کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

افتتاحی اجلاس

جلسہ کے افتتاحی اجلاس کی کاروائی ٹھیک صبح ۹ بجے زیر صدارت محترم ڈاکٹر عبد الباسط خاں صاحب صوبائی امیر جماعت احمدیہ اڑلیسہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے محترم صوبائی امیر صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا۔ بعدہ خاکسار سید کلیم الدین احمد مبلغ سلسلہ کیرنگ نے قرآن مجید کی تلاوت اور اس کا ترجمہ سنایا۔ بعد تلاوت محترم صدر اجلاس نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس کے بعد ایک نظم ہوئی جو محترم اسماعیل خاں صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام سنایا۔ بعدہ تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس اجلاس کی سب سے پہلی تقریر مکرم مولوی اسماعیل خاں صاحب مبلغ سلسلہ سورو کی بعنوان "امام الزمان اور نور نبوت کا انتظار" ہوئی دوسری تقریر مکرم ماسٹر سیف الرحمٰن خاں صاحب کی سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر بزبان اڑیہ ہوئی۔ بعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک اڑیہ نظم مکرم انجد خاں صاحب نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس فاضل مبلغ انچارج بنگال کی ہوئی۔ جس کے بعد نماز ظہر و عصر اور دوپہر کے تواضع کے لئے وقفہ دیا گیا۔

پہلے دن کا دوسرا اجلاس

دوسرے اجلاس کی کاروائی ٹھیک پانچ بجے محترم شیخ ابراھیم صاحب صدر جماعت احمدیہ کیرنگ کے زیر صدارت شروع ہوئی محترم مولوی شمس الحق خاں صاحب معلم کیندا پاڑہ نے قرآن مجید کی تلاوت اور اس کا ترجمہ سنایا۔ بعدہ ایک نظم ہوئی جو محترم شیخ قدوس صاحب آف تحورده نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد سب سے پہلی تقریر مکرم مولوی سید عقیل احمد صاحب مبلغ سلسلہ نربل کیرنگ کی ہوئی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق الٰہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم" دوسری تقریر محترم مولوی شیخ عبد الحلیم صاحب مبلغ انچارج اڑلیسہ کی ہوئی محترم مولوی صاحب نے "جماعتی تربیت اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر تقریر کی۔ بعدہ محترم شیخ چاند صاحب نے ایک اڑیہ نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر محترم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ انچارج بنگال کی ہوئی آپ نے نظام جماعت کی اطاعت اور اس کی اہمیت پر تقریر فرمائی

دوسرے دن کا پہلا اجلاس

گذشتہ کل کی طرح آج بھی ٹھیک ۹ بجے جلسہ شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت محترم مولانا حمید الدین شمس مبلغ انچارج بنگال نے فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید اور اس کا ترجمہ محترم مولوی اسماعیل خاں صاحب مبلغ سورو نے پیش فرمایا۔ نظم محترم محمد کلیم صاحب نے پڑھی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولوی شیخ ہارون رشید صاحب مبلغ سلسلہ بھدرک کی ہوئی آپ کی تقریر کا عنوان تھا۔ انفاق فی سبیل اللہ اور ہماری ذمہ داری" دوسری تقریر محترم مولوی شمس الحق خاں صاحب معلم کیندرا پاڑہ کی ہوئی۔ آپکی تقریر اڑیہ زبان میں تھی۔ تقریر کا عنوان تھا توحید باری تعالیٰ اور تردید شرک اسکے بعد ایک نظم ہوئی جو محترم فضل مومن خاں آف کرڈاپلی نے خوش لحانی ۴۲ سے پڑھ کر سنائی۔ اس اجلاس کی تیسری تقریر خاکسار سید کلیم الدین احمد مبلغ سلسلہ کیرنگ کی ہوئی تقریر کا عنوان تھا "حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت اپنی پاکیزہ سیرت کے آئینہ میں" آخر میں محترم صدر اجلاس مولوی حمید الدین صاحب شمس کی تقریر ہوئی آپ نے مخالفین احمدیت کے بعض اہم اعتراضات کے جواب دئے۔

اختتامی اجلاس

حسب پروگرام ہمارا یہ اجلاس ٹھیک ۵ بجے شام محترم ڈاکٹر عبد الباسط خاں صاحب صوبائی امیر جماعت احمدیہ اڑلیسہ کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور اس کا ترجمہ محترم مولوی سید فضل نعیم صاحب معلم کرڈاپلی نے سنایا۔ نظم محترم محمود خاں صاحب نے ہمارا خلافت پر ایمان ہے خوش الحانی سے پیش فرمائی اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم بشارت احمد صاحب کی ہوئی آپ نے دور حاضر کے مسلمان اور ان کی ترقی کا راز کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ بعدہ محترم سید رشید احمد صاحب صدر جماعت جمشید پور کی تقریر ہوئی "آپکی تقریر کا عنوان تھا۔ "دعوت الی اللہ کا فریضہ اور اس کی اہمیت" اسکے بعد محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس کی تقریر ہوئی آپنے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ بعدہ محترم روشن احمد صاحب نے اپنی ٹیم کے ساتھ ایک نظم خوش الحانی سے پیش کی۔ محترم صوبائی امیر صاحب اڑلیسہ نے تربیتی امور پر نصیحت فرمائی۔ آخر میں خاکسار نے تمام حاضرین اور مختلف شعبہ جات میں خدمت کرنیوالے معاونین کا شکریہ ادا کیا دعا کے ساتھ جلسہ سالانہ کا اختتام ہوا۔

جلسہ حسب معمول جامع مسجد میں ہوا۔ مختلف شعبہ جات بناکر ڈیوٹیاں تقسیم کردی گئی تھیں۔ اللہ کے فضل سے ہر کام بخیر و خوبی ہوا۔ مہمانان کرام کے قیام و طعام کا مناسب انتظام تھا۔ جلسہ میں جماعت کیرنگ کے علاوہ صوبہ اڑلیسہ کی جماعتوں سے ۱۷۰ احمدی اور ۱۱۲۔ (ایک سو بارہ) غیر احمدی و غیر مسلم مرد و زن نے شرکت کی۔ باجماعت نماز، نماز تہجد، درس کا بھی انتظام تھا۔ جلسہ کے دوران لوائے احمدیت کی پہرہ داری کے فرائض خدام نے انجام دیئے۔

خاکسار سید کلیم الدین احمد مبلغ کیرنگ

ہفتہ قرآن مجید

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے گزارش ہے کہ امسال ہفتہ قرآن مجید یکم تا سات جولائی ۱۹۹۵ء کی تاریخوں میں منعقد کرنے کا اہتمام کریں۔ تقاریر کے لئے بعض عنوان درج ذیل ہیں۔

● ۔ قرآن مجید ایک دائمی اور عالمگیر شریعت ہے۔ ● ۔ قرآن مجید کی عظمت و شان ● ۔ قرآن مجید کے دنیا پر احسانات ● ۔ ہستی باری تعالیٰ اور قرآن مجید ● ۔ قرآن کریم کی تعلیم عالم آخرت کے متعلق۔ ● قرآن کریم کی رو سے معرفت الٰہی کے حصول کے ذرائع ● ۔ قرآن کریم میں جملہ الہامی کتب کی قائم رہنے والی صداقتیں موجود ہیں ● ۔ قرآن کریم کی رو سے اعمال صالحہ اور ذکر الٰہی کی ضرورت و اہمیت ● ۔ فلاح و نجات کا سرچشمہ قرآن ہے ● ۔ تربیت اولاد اور اطاعت والدین کے متعلق قرآنی تعلیمات ● لقائے الٰہی کے متعلق قرآن مجید کی راہنمائی۔

تمام عہدیداران جماعت اور مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ "ہفتہ قرآن مجید" کو پورے اہتمام سے کامیاب بنانے کی کوشش کریں اور جلسوں میں احباب جماعت مرد و زن اور بچوں کو شریک کرکے قرآن مجید کے معارف سے آگاہ کریں نیز رپورٹیں نظارت دعوت و تبلیغ میں بھجوائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

دعائی درخواست: ۔ جرمنی سے رانا طارق محمود صاحب آج کل ملازمت کے لئے پریشان ہیں۔ ان کو بہتر ملازمت ملنے کے لئے دعائی درخواست ہے (بشیر الدین قادیان)

بقیہ صفحہ نمبر ۲

مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ میں تو ایسی خلافت کے مونہہ پر تھوکتا بھی نہیں۔ مجھے تو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ میری جوتی کی نوک کو بھی پرواہ نہیں ہے۔ انجمن کیا چیز ہے۔ خلیفہ بنانے والی۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ پس جھگڑا یہ تھا کہ خلافت اب نظام جماعت کا دائمی حصہ ہے یا انجمنیت نظام جماعت کا دائمی حصہ بننے والی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے لمبی بحثیں نہیں کیں مگر آپ کی منطق بہت ہی تیز اور TO THE POINT ہوا کرتی تھی۔ اور وہ بعض دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو طرز استدلال ہے ویسی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو یہ حال ہے کہ دشمن کو ہر امکانی کونے میں جانے دیتے ہیں پھر وہاں CHASE کرکے مارتے ہیں۔ پھر وہ دوسرے کونے میں بھاگتا ہے پھر وہاں CHASE کرتے ہیں کوئی جگہ نہیں چھوڑتے یعنی وہ ESCAPE کی راہیں دیتے ہیں اور پھر پکڑتے ہیں۔ پھر راہ دیتے ہیں اور پھر پکڑتے ہیں لیکن میرا یہ حال ہے کہ میں اس معاملہ میں بے صبرا ہوں، میں تو ایسے کونے میں پہنچا کر مارتا ہوں جہاں سے آگے بھاگ ہی نہ سکے۔

پس حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ایک خاص انداز تھا۔ انہوں نے پیغامیوں کو کہا کہ انجمن جو بھی تھی جب خدا نے سب کو باندھ کر میرے تابع کر دیا تو پھر اس کے بعد بھی خلافت ہے اور بس۔ اس کے جو معنی تم مرضی کرتے پھرو خلافت کے تحت تم اکٹھے ہو گئے اس کی غلامی کا عہد کر بیٹھے اب وہ دلیلیں کیا رہیں کہ انجمن کے کیا معنی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا تھا

پس یہ ہے اصل قصہ، یہ گہری لمبی باتیں تھیں ایک نوجوان کے خلاف کوئی تعصب نہیں تھا، یا انانیت ایک شخص کے مقابل پر نہیں تھی بلکہ بنیاد وہیں سے شروع ہوئی ہے۔ حالانکہ عجیب بات ہے یہ نہیں سوچتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہیں بھی نہیں لکھا کہ انجمن میری وفات کے بعد وارث ہو گی۔ انجمن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں وارث تھی اور غلام بھی تھی۔ پس انجمن کی یہ حیثیت بدلنی نہیں تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے جو فرمایا وہی حیثیت دوبارہ ظاہر ہوئی کہ یہی انجمن پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع تھی پھر خلیفہ وقت کے تابع ہو گئی تو اس کا یہ کوشش کرنا کہ الگ ہو کر آزاد ہو جائے یہ ناممکن تھا۔ نہ منشاء تھا اور نہ یہ ممکن ہو سکتا تھا۔

سائنسی ایجادات اور چار گواہوں کی شرط

اس سوال پر کہ اسلام نے زنا وغیرہ کے مقدمات کے بارہ میں ثبوت مہیا کرنے کی جو شرائط رکھی ہیں کہ چار نیک لوگ ہوں انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو وغیرہ وغیرہ لیکن اب موجودہ سائنس دانوں نے D.N.A کا جو سسٹم نکالا ہے اس کا مطلب ہے کہ جو پرانی گائیڈنس ہے وہ اب متروک ہو گئی ہے کیا ہمارے قاضی القضاء کو D.N.A کے جو نتائج ہیں وہ ماننے پڑیں گے یا پرانی رہنمائی پر انحصار کریں گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پہلے آپ یہ بتائیں کہ مقدمہ قائم کس طرح ہو گا۔ سائل نے کہا کہ کسی پر الزام لگا ہے اس کے بعد مقدمہ سر عام چلے گا۔ حضور نے فرمایا جب تک چار گواہ نہیں ہوں گے وہ الزام لگے گا ہی نہیں۔ سائل نے عرض کیا اگر کسی نے الزام لگا دیا ہے۔ حضور نے فرمایا اس کے ثبوت کے لیے اس کو چاہیئے کہ چار گواہ پیش کرے کیونکہ اسلامی قوانین کے مطابق جب تک کوئی چار گواہ پیش نہ کرے اس کے بعد اگر سائنٹیفک تحقیق بھی شامل حال ہو جائے تو بہتر ہے۔ یہ پتہ لگ جائے کہ گواہی جھوٹی تو نہیں۔ پہلے تو چار گواہوں کی دیانت پر اعتماد کیا جاتا تھا۔ چار گواہوں کو سائنسی ایجادات نے کالعدم قرار نہیں دیا بلکہ چار گواہوں کی شرط اپنی جگہ قائم رہے گی۔ وہ مقدمہ INITIATE ہی نہیں ہو گا۔ جب تک پہلے چار گواہ نہ ہوں جب INITIATE نہ جائے تو پھر سائنس کے گواہ بھی پیش ہو سکتے ہیں یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یہ چار گواہ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں۔

بقایا دار موصی احباب کے لئے
لمحہ فکریہ

قاعدہ ع۶۸ و ع۶۹ کی رُو سے "جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ بعد تک رقم وصیت (حصہ آمد) ادا نہ کرے یا فارم اصل آمد پڑ نہ کرے اور دفتر سے اپنی معذوری بتا کر مہلت حاصل نہ کرے تو صدر انجمن احمدیہ کو اختیار ہو گا کہ بعد مناسب تنبیہ اس کی وصیت کو منسوخ کر دے۔ جس موصی کی وصیت انجمن کی طرف سے منسوخ کر دی جائے وہ جماعتی عہدیدار بھی نہیں بن سکے گا۔"

عہدیداران جماعت و مبلغین حضرات سے ضروری گزارش ہے کہ اس اعلان کو اپنی جماعت کے تمام موصی احباب تک پہنچانے کا انتظام کریں۔ تا موصی حضرات میں سے کوئی موصی ایسا نہ رہے جو بقایا دار ہو اور اپنا فارم اصل آمد پُر نہ کرے اور حسابات سے آگاہ نہ ہو۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

طالبِ دُعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

SPECIALISTIN: LEATHER BELTS. LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS WALLETS ETC.

19 A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD
CALCUTTA-700081

Star ★ CHAPPALS
PHONE- 543105

WHOLLESELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105/661, OPP BLOCK No 7, FAHIMABAD COLONY,
KANPUR-1 PIN- 208001

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES

MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM- 679339
(KERALA)

TIMBER LOGS SAWN SIZE

TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

FOR
DOLOO SUPREME
CTC TEA
IN 100 GMS & 200 GMS POUCHES
contact.-
TAAS & CO
P. 48-PRINCEP STREET:- CALCUTTA -700072.
PHONES. 263287 279302-

انعامی تحریری مقالہ

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے سال ۹۶-۱۹۹۵ء کے لئے ذیل کے مضامین میں سے کسی ایک پر انعامی مقالہ لکھے جانے کی تحریک کی جاتی ہے۔ اول۔ دوم۔ سوم آنے والے کے لئے علی الترتیب -/۱۰۰۰ روپے -/۷۰۰ روپے اور -/۵۰۰ روپے کے انعامات مقرر کئے گئے ہیں۔

۱۔ فضائل قرآن مجید و عالمی شریعت
۲۔ فریضہ تبلیغ اور ہماری ذمہ داریاں
۳۔ تحریک وقف نو اور ہماری ذمہ داریاں

شرائط مقالہ:

۱۔ مضمون/مقالہ کم از کم دس ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ مقالہ اردو یا انگریزی زبان میں ہو۔
۲۔ مضمون میں حوالہ جات مستند اور سند کے ساتھ ہونے چاہیئں۔
۳۔ مقالہ نویس کو صرف ایک مقالہ تحریر کرنا ہوگا۔ ایک سے زائد مقالہ بھجوانے پر یہ مقالہ مقابلہ میں شامل نہیں ہوگا۔
۴۔ مقالہ نظارت میں بھجوانے کے بعد اس کی واپسی کا مطالبہ قابل قبول نہ ہوگا۔
۵۔ مقالہ کے جملہ حقوق نظارت کے حق میں محفوظ ہوں گے۔ کسی مقالہ نگار کو اس کی از خود اشاعت کی اجازت نہیں ہوگی۔
۶۔ مضمون/مقالہ صفحہ کے نصف حصہ میں خوشخط تحریر کیا جائے
۷۔ مقالہ جات کے بارہ میں نظارت کا فیصلہ آخری ہوگا۔
۸۔ مقالہ جات نظارت میں مورخہ ۲۸ر فروری ۱۹۹۶ء تک پہنچ جانے چاہئیں۔ اس کے بعد موصول ہونے والے مقالے انعامی مقابلہ میں شامل نہ ہوں گے۔

زیادہ سے زیادہ احباب و طلباء و طالبات سے اس انعامی مقالہ کے مقابلہ میں حصہ لینے کی درخواست ہے۔ اس علمی مقابلہ میں حصہ لینے میں کسی عمر یا تعلیم کی قید نہیں ہے۔

مقالہ بذریعہ رجسٹری ڈاک بنام "نظارت تعلیم" صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پتہ پر ارسال کیا جائے۔

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

حصہ جائیداد سے متعلق ضروری قواعد

قاعدہ نمبر ۵۱-۵۲: جس جائیداد کا حصہ جائیداد ادا کر دیا ہو یا نہ ادا کیا ہو۔ دونوں صورتوں میں اس جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام یعنی $\frac{1}{16}$ ادا کرنا لازمی ہوگا۔

قاعدہ نمبر ۵۳: موصی کے لئے ضروری ہوگا کہ اپنی جائیداد کی تفصیل کی اطلاع ہر پانچ سال بعد فارم حسب نمونہ جدول ج پر کر کے دفتر کو دے (یا سادے کاغذ پر مطلع کرے)

قاعدہ نمبر ۵۴: جائیداد کی وصیت والے موصی کو مجلس کارپرداز اپنی صوابدید پر اجازت دے سکے گی کہ وہ اپنی کل جائیداد یا اس کے کسی حصہ کی حسب ضابطہ تشخیص کروا کے حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ادا کر دے۔

ضابطہ نمبر ۴: جائیداد کی قیمت کی تشخیص کے لئے مجلس کارپرداز ناظم تشخیص جائیداد اور مقامی جماعت کے مشورہ سے قیمت بازاری اور دیگر متعلقہ امور زیر غور لانے کے بعد فیصلہ کرے گی۔

ضابطہ نمبر ۶: بعد تشخیص حصہ جائیداد کی ادائیگی یکمشت یا بالاقساط دو سال کے عرصہ میں ہو سکے گی۔

ضابطہ نمبر ۶ الف: ہر موصی کا ایسا مکان جس میں اس کی رہائش ہو یا بعد وفات موصی اس کے پسماندگان نے اس میں رہائش رکھی ہو اس کے لئے بعد تشخیص ادائیگی کی معیاد پانچ سال ہوگی۔ اس شرط کے ساتھ کہ ہر سال کم از کم حصہ جائیداد کا $\frac{1}{5}$ یا ۲۰ فیصد حصہ ضرور ادا کریگا۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

ونوبا بھاوے جی کے صد سالہ جشن کے موقعہ پر احمدی نمائندہ کی تقریر

مورخہ ۲۰ر اور ۲۱ر مئی کو پٹھانکوٹ میں ونوبا بھاوے جی کے صد سالہ جشن کے سلسلہ میں تقریبات منعقد کی گئیں۔ اس موقعہ پر منتظمین کی طرف سے جماعت احمدیہ کو بھی شمولیت کی دعوت دی گئی۔

جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم نے قریباً نصف گھنٹہ نہایت دلنشین انداز میں تقریر کی موصوف نے اپنی تقریر میں اسلامی تعلیمات کو پیش کیا اور بتایا کہ آج اگر دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے تو اس تعلیم پر عمل کر کے ہو سکتا ہے موصوف نے قرآن مجید کے ساتھ ساتھ گیتا اور گورو گرنتھ صاحب کی تعلیمات کو بھی پیش کیا سامعین نے تقریر بے حد پسند کی روٹری کلب و لائنز کلب کے ممبران نے کہا کہ اس قسم کی تقاریر بار بار اور ہر جگہ ہونی چاہئیں کیونکہ مرحوم آج اس کی بہت ضرورت ہے۔ مہلا منڈل ضلع گورداسپور کی پردھان نے بڑے جوش سے کہا کہ اگر پانچ صد مسلمان بھی آپ کے وچاروں والے ہو جائیں تو ہندوستان کے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ بعد میں بعض نوجوانوں نے اسلام کے بارہ میں سوالات کئے مولوی صاحب موصوف نے ان کے جوابات دئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج برآمد فرمائے آمین۔

عبدالعزیز اختر قادیان

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی فون۔ ۶۲۹۴۴۲

साप्ताहिक 'बदर'

कादियान [पंजाब]

सम्पादक :-
मुनीर अहमद खादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
कुरैशी मुहम्मद फज़लुल्लाह

वर्ष 2 हिन्दी भाग 1, 8 जून 1995 अंक 23-24

पवित्र कुर्आन

हर प्रकार की स्तुति का अल्लाह ही अधिकारी है

" हर प्रकार की स्तुति का अल्लाह ही अधिकारी है जिसने आसमानों और ज़मीन को पैदा किया है और अंधेरों और नूर को भी बनाया है कि तू इस बात के होते हुए भी इन्कार करने वाले लोग अपने रब का सांझी बनाते हैं ।

वह अल्लाह ही है जिसने गीली मिट्टी से तुमको पैदा किया फिर (जीवन के लिए) एक अवधि निर्धारित की एवं एक निश्चित अवधि और भी है जिसका ज्ञान केवल उसी (अल्लाह) को है । फिर भी तुम संदेह करते हो । और आसमानों तथा ज़मीन में वही अल्लाह है जो तुम्हारी छिपी बातों को भी जानता है, और तुम्हारी खुली बातों को भी जानता है एवं जो कुछ तुम कमाते हो उसको भी जानता है ।"

(अल् अन्आम : 1-4)

निर्बल लोगों से सहानुभूति

फर्मान हज़रत मुहम्मद मुस्तफा सल्लल्लाहो अलैहिवसल्लम

" मुझे अधम और निर्बल लोगों में ढूंढो क्योंकि तुम्हें इन्हीं लोगों से सहायता मिलती है" ।

(तिर्मिज़ी)

पैग़म्बरों के सरदार हज़रत मुहम्मद मुस्तफा सल्लल्लाहो अलैहिवसल्लम हैं

हज़रत मिर्ज़ा गुलाम अहमद साहिब अलैहिस्सलाम फर्माते हैं ।

"वह सर्वश्रेष्ठ प्रकाश जो मानव को दिया गया अर्थात् पूर्ण मानव (हज़रत मुहम्मद सल्लल्लाहो अलैहिवसल्लम) को, वह फरिश्तों में नहीं था, सितारों में नहीं था, चन्द्रमा में नहीं था सूर्य में भी नहीं था वह पृथ्वी पर फैले हुए समुद्रों और नदियों में भी नहीं था, वह मरकत-मणि, रत्न अथवा किसी माणिक मोती में भी नहीं था अर्थात् पृथ्वी और आकाश की किसी वस्तु में नहीं था । केवल मानव में था । हां, उस पूर्ण मानव में जिसका अन्तिम और सम्पूर्ण और सर्वश्रेष्ठ एवं सर्वोच्च रूप समस्त मानव-समाज के स्वामी तथा समस्त पैग़म्बरों के सरदार हमारे हज़रत मुहम्मद मुस्तफा सल्लल्लाहो अलैहिवसल्लम है ।"

(आइना कमालात-ए-इस्लाम)

शहीद रियाज-अहमद-ज़िन्दाबाद

कलकत्ता के जनाब मुनीर वानी साहिब ने हमें पाकिस्तान के अंग्रेज़ी अखबार 'डान' (कराची) के कटिंगज़ भिजवाए हैं जिनसे जहां शहीद रियाज़ अहमद की शहादत की घटना पर प्रकाश पड़ता है वहीं हमें यह एहसास भी हुआ कि पाकिस्तान में भी हक़ और सत्यता के लिए खुल कर लिखने वाले पाये जाते हैं अतः उपरोक्त अखबार में इकबाल अहमद और कराची में रह रहीं भोपाल की आबिदा सुल्तान के कालम इस बात के इशारे करते हैं ।

यह दर्दनाक घटना जो 8 अप्रैल को पेशावर की एक तहसील 'शबे 'क़दर' में बेबस और बेसहारा कानून जारी करने वाले सरकारी दफ्तर में घटी, पाकिस्तान के इन्सानी हुकूक (मानवाधिकार) के खोखले नारों का पोल खोलने के लिए पर्याप्त है ।

प्राप्त समाचार के अनुसार मोलवियों ने जमा होकर फतवा दिया कि 'दोलत' खां क़ादियानी हो जाने की वजह से वाजिबुल कत्ल हैं । अर्थात् उसको कत्ल करना अनिवार्य है । इससे सारे क्षेत्र में तनाव फैल गया लेकिन सरकारी कर्मचारी खामोश तमाशा देखते रहे । यह फितना (झगड़ा) 31 मार्च को प्रारम्भ हुआ और अफग़ान मुहाजिर कैम्प के मज़हबी मदर से के प्रवन्धक मौलवी लाल रहमान नामी के फतवे से शुरु हुई । जुमेरात 6 अप्रैल को एक बार फिर मदर से के मौलवी एकत्रित हुए और दोलत खां के मुर्तिद होने के फतवे को दोहराया, इस पर शान्ति भंग होने के खतरे को देखते हुए दोलत खां और उसके रिश्तेदारों को गिरफतार कर लिया गया । गिरफ्तारी के बाद उन्हें जुडिसियल हवालात में भेज दिया गया इन गिरफ्तार लोगों की ज़मानत के लिए इतवार 9 अप्रैल की सुबह को जनाब अब्दुल रशीद साहिब, रियाज़ अहमद शहीद और पेशावर के एक वकील बशीर अहमद के साथ 'शबे क़दर' पहुंचे । शबे क़दर पहुंचने पर मजिस्ट्रेट आदिल खां की अदालत के बाहर अब्दुल रशीद और मुखालिफीन का आमना सामना हो गया । यह लोग अब्दुल रशीद साहिब और उनके साथियों पर हमला आवर हुए । अब्दुल रशीद को बुरी तरह मारा जबकि शहीद रियाज़ अहमद ने तहसीलदार के दफ्तर में पनाह ली लेकिन यह हमला आवर जानवर जिनमें बड़ी बड़ी दाढ़ियों वाले 'मुहाफि ज़ीन खत्मे नबुव्वत' के मोलवी भी शामिल थे कानून का उलंघन करते हुए तहसीलदार की आफिस में घुस गये पुलिस कर्मचारी उनका कुछ न बिगाड़ सके इस भीड़ ने आफिस में घुस कर शहीद रियाज अहमद को डन्डो छुरियों, लोहे की सलाखों और छैनियों से मार मार कर अत्यन्त निर्दयता से शहीद कर दिया । इसी तरह उन्होंने अपने सच्चे मुसलमान होने और "मुजाहिद" होने का प्रमाण दिया । ऐसे "मुजाहिद" जिनको बिना रोक टोक (स्वर्ग) में जगह मिल जाती है । यह हंगामा तथा यह 'इस्लाम धर्म की सेवा' लगभग एक घंटे तक जारी रही फिर शहीद रियाज अहमद के गले में रस्सी डाल★

★कर कचहेरी से घसीटकर बाहर लाया गया और फिर 'शबे कदर' चौक में अत्यन्त उत्साही और प्रसन्नता से इन लोगो ने अपनी बहादुरी तथा कामयाबी में जलसा किया ।

कुछ समझ नहीं आती कि इस घटना को क्या नाम दें । इसे आतन्कवाद कहें, दरिन्दगी कहें, मज़हबी पागलपन कहें या यह कहें कि पाकिस्तान एक डरावना जंगल है जिसमें तरह तरह के खतरनाक जंगली जानवरों की हुकूमत है ।★

आश्चर्य है कि एक निर्दोष बेचारा इस स्थान पर पंहुच जाता है जहां पंहुच कर वह महसूस करता है कि वह क़ानून लागू करने वालों की हिफाजत में है परन्तु वह भी जानबूझ कर उस बेबस बेचारे को मदर्से के जानवरों को सुपुर्द कर देते हैं और वह इस्लाम के पवित्र नाम पर जुल्म और अत्याचार और आतंक का ऐसा दृश्य पेश करते हैं जिसकी उदाहरण नहीं।

अत्याचार सह रहे बेचारे अहमदी मुसलमान पाकिस्तान में लगभग बीस साल से अनेक प्रकार की मुसीबतें तथा जुल्म सह रहे हैं। न तो उन्हें आराम से रहने और सांस लेने की आज़ादी है और न ही वह मजहबी रसमें अपनी अपनी इच्छानुसार अदा कर सकते हैं। अपने पवित्र कलमा 'लाइलाहा इल्लल्लाह मुहम्मदु रसूलुल्लाह' का पढ़ना अहमदियों के लिए एक खतरनाक जंगल को पार करने से भी कठिन है शायद हज़रत मुहम्मद सल्लल्लाहो अलैहिवसल्लम ने ऐसे ही बेबस मजलूम लोगों के लिए फर्माया था कि जो लाइलाह इल्लल्लाह कहेगा और उस पर क़ायम रहेगा वह जन्नत में जाएगा। अत्याचार और दरिन्दगी की इस से बढ़ कर और क्या मिसाल हो सकती है। पाकिस्तान में बीसयों अहमदिय्या मस्जिदे शहीद कर दी गयी हैं यहां तक कि पाकिस्तान की राजधानी में भी अहमदियों की एक मस्जिद को दिन दहाड़े शहीद कर दिया गया क्या पाकिस्तान के ऐसे घिनौने कर्म करने वाली सरकार तथा नेताओं को भारत में शहीद होने वाली बाबरी मस्जिद और चरारे शरीफ की घटना पर मगरमच्छ के आंसू बहाना शोभा देता है। काश पाकिस्तानी अपने गिरेबान में झांक कर देखते और वास्तविकता को स्वीकार करते कि मजहबी पागलपन और बुनियाद परस्ती उन पर किसी की ओर से ठूसी नहीं गयी बल्कि यह स्वयं उनके देश की पैदावार है जिसका स्पष्ट सबूत यह है कि पाकिस्तान की कौमी एसम्बली के मेम्बर हामिद नासिर चट्ठा साहिब ने साफ स्वीकार किया है कि "बुनियाद परस्ती हमारे घर की बात है विदेशी मदद मांगने की ज़रूरत नहीं। (जंग लंदन 30, मार्च 1995 ई०)

इस बात में संदेह नहीं कि शहीद रियाज़ ने इस ज़माने में शहादत का एक अनोखा नमूना पेश किया है। ऐसा नमूना जिस ने आज से सौ साल पहले अहमदियत के सपूत हज़रत अब्दुल लतीफ शहीद रज़ियल्लाह अन्हो की शहादत की याद को ताज़ा कर दिया है। और आज तक अफ़गानिस्तान हज़रत शहीद अब्दुल लतीफ के खून के दाग को अपने देश से मिटा नहीं सका और एक सौ साल से अफगानिस्तान खून में नहा रहा है। और फतवा देने वाले इस अफगानी मौलवी ने पाकिस्तान की धरती में भी उसी इतिहास को दोहराने की कोशिश की है। अल्लाह ताला हमारे इस मरहूम भाई के दरजात बुलन्द फर्माए और उनके रिश्तेदारों का मददगार हो इसी प्रकार हमारी प्रार्थना है कि अल्लाह ताला पाकिस्तान के सभी अहमदियों को अपनी हिफ़ाजत में रखे।

वास्तविकता तो यह है कि इन बहादुरों की कुर्बानियां रंग ला रही हैं और लाखों नेक लोग हर वर्ष जमाअत अहमदिय्या में शामिल हो रहे हैं, दुनियां भर में बीसियों मस्जिदे बनाई जा रही हैं अन्तर्राष्ट्रीय तौर पर मानवता की सेवा के लिए अनेक प्रकार के काम किये जा रहें हैं अहमदी शहीदों के कटे हुए हर जोड़ पर प्रकट होने वाली बरकतें आज अल्लाह की कृपा से अहमदिय्यत को भी हासिल हैं उनके मुबारक खून से यह पौधा न सिर्फ हरा भरा है बल्कि एक छायादार विशाल वृक्ष बन चुका है।

शहीदाने अहमदिय्यत जिन्दाबाद।
शहीद रियाज़ अहमद ज़िन्दाबाद॥

(मुनीर अहमद ख़ादिम)

भविष्यवाणी

हज़रत मिर्ज़ा गुलाम अहमद साहिब अलैहिस्सलाम

"जगत पिता परमात्मा ने मुझे बारम्बार सूचित किया है कि वह मुझे महती प्रतिष्ठा प्रदान करेगा और मेरे सम्प्रदाय को समस्त भूमण्डल पर फैलाएगा और समस्त सम्प्रदायों पर मेरे सम्प्रदाय को विजयी करेगा, और मेरे सम्प्रदाय के लोग इस प्रकार ज्ञान और विद्या में दक्षता प्राप्त करेंगे कि अपनी सत्यता के प्रकाश और चमत्कारों के द्वारा सबका मुख बन्द कर देंगे। प्रत्येक जाति इस स्रोत से जलपान करके अपनी पिपासा शान्त करेगी। यह सम्प्रदाय क्षिप्रगति से उन्नति करेगा, यहां तक कि समस्त भू-मण्डल पर छा जाएगा। कतिपय बाधाएं उत्पन्न होंगी तथा विपत्तियों की परीक्षाएं भी आएंगी, परन्तु ईश्वर सबको मार्ग से उठा देगा और अपनी प्रतिज्ञा को पूर्ण करेगा।

ईश्वर ने मुझे सम्बोधित करके कहा है कि मैं तुझे वरदान पर वरदान दूंगा यहां तक कि सम्राट तेरे वस्त्रों से वरदान ढूढ़ेंगे।"

(तजल्लियाते इलाहियां)

फिर आप फ़रमाते हैं :-

हे समस्त भूमण्डल के लोगो, सुन लो और स्मरण रखो कि यह उस परमात्मा की भविष्यवाणी है जिसने पृथ्वी और आकाश बनाया। वह अपने इस सम्प्रदाय को समस्त देशों में फैला देगा। और अपने तर्क एवं सिद्धान्तों से सब पर उनको विजयी करेगा। वे दिन आते हैं अपित निकट हैं कि समस्त संसार में केवल यही एक धर्म होगा जो प्रतिष्ठा के साथ स्मरण किया जाएगा। परमेश्वर इस धर्म और सम्प्रदाय को सीमातीत एवं आश्चर्यजनक उन्नति और वरदान प्रदान करेगा। संसार में केवल एक ही धर्म होगा और एक ही पथ प्रदर्शक। मैं तो एक बीजारोपण करने आया हूं सो मेरे हाथ से वह बीज बोया गया और अब उसका विकास होगा अंकुरित, पल्वित और पुष्पित होकर फलागम तक पहुंचेगा और कोई भी बाधा इसके विकास को रोक नहीं सकती।

(तज़्करतुश्शहादतैन)

★ ★ ★ ★

For Dollo Supreme

CTC TEA

In 100 & 200 Gms Pouches

Contact : Tass & Company

P-48 Princep Street, Calcutta-700072

Phones : 263287,279302

बबल प्रिंटिंग प्रेस कादियां फोन 20121

प्रिन्टर व पब्लिशर मनीर अहमद हाफिज़ाबादी